یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ [illegible]
رؤسا و جاگیرداران سے " [illegible]
عام خریداروں سے " [illegible]
" ششماہی [illegible]
ممالک غیر سے سالانہ ۵ شلنگ ۴ پنس
" ششماہی ۳ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک و ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر ہونی چاہیے۔

اخبار اہلحدیث امرتسر

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جاں مسلم داشتن

جلد ۱۲ نمبر ۱۶

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے۔
(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ جملہ واپس ہونگے۔
(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے اور ناپسند مضامین محصولڈاک آنے پر واپس ہو سکینگے۔

امرتسر مورخہ ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹ فروری سنہ ۱۹۱۵ء بروز جمعہ

سراج الاخبار جہلم کا جواب

ہمارے محترم ہمعصر سراج الاخبار اور اس کے اڈیٹر اور مضمون نگاروں کو جماعت اہلحدیث کے ساتھ بہت عرصہ سے ایک خاص تعلق ہے جس کا اظہار کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے اس قسم کے واقعات تعلق کی مبنی ہیں ورنہ سے

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیا کسی کا گلہ کرے کوئی

مگر ہمیں اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی اور ہم اس معمے کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مضمون نگار اپنا نام کیوں نہیں لکھتا بلکہ ہمیشہ پردہ کی اوٹ میں بیٹھکر نشانہ لگاتا ہے۔ جسپر ہمکو یہ کہنے موقع ملتا ہے:۔ سے

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

اس مضمون پر بھی جس کا آج جواب درج ہے راقم کا نام ایک محقق حنفی از جہلم لکھا ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو ہمیں ان سوالات کے جوابات دینے چاہئیں۔ سائل محقق ہو یا مدقق اس سے کیا مطلب۔

محقق صاحب نے انجمن اہل حدیث جہلم کے جلسے کی مختصر سی کیفیت لکھکر چند سوالات کئے ہیں چونکہ وہ سوالات ایسے ہیں کہ عموماً جماعت اہل حدیث کے جلسوں پر وارد ہوتے ہیں اس لئے انکے جوابات درج ذیل ہیں:۔

سوال اوّل

(۱) کیا رسول خدا نے اپنی حیات میں کوئی انجمن "اہل قرآن" نام سے مقرر فرمائی تھی جس کے اتباع میں "انجمن اہل حدیث" یعنی اشاعت حدیث کی انجمن مقرر کی گئی ہے یا صحابہ کرام یا تابعین و تبع تابعین نے ہی کوئی انجمن اشاعت اسلام کے لئے مقرر کی تھی جواب بحوالہ حدیث دینا چاہیئے۔

جواب اوّل

(۱) رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ایک انجمن اشاعت اسلام کے لئے بنائی تھی اور اس کا موٹو یہ قرار دیا تھا

بلغوا عنّی ولو اٰیۃ
(میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے ایک ہی آیت ہو)

نیز فرمایا:۔

اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم
(یعنی میری حدیث وہ بیان کرو جو صحیح طور پر تمکو معلوم ہو)

ان دونوں حدیثوں میں جو تبلیغ اور اشاعت قرآن و حدیث کا حکم ہے اس کو اس انجمن کے ماتحت فرمایا جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے:۔

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ
مسلمانوں کے کام دینی ہوں یا دنیاوی شورے

گلزار احمدی۔ یعنی مدارج النبوۃ کا ترجمہ سلیس پنجابی نظم میں واعظان خوش بیان کے لئے بہت مفید ہے قیمت رعایتی ۸ (مینیجر)

سے ہونے چاہئیں۔

مذکورہ بالا حکم جب اس عام قانون کے ساتھ دیکھا جائے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن وحدیث کے لئے انجمن کا ہونا ضروری ہے۔

ہمارے دوستوں کو ٹھوکر یہاں سے لگتی ہے کہ وہ زمانۂ رسالت وخلافت کو آجکل کے ہمارے زمانہ کی طرح جانتے ہیں۔ سنئے ہم لوگ آج ہر کام میں بے نظام ہیں۔ نہ ہمارا کوئی دینی امیر ہے نہ منتظم نہ نگران نہ مہتمم۔ ہمارے زمانہ کی حکومت بیشک اپنے کاموں میں انتظام رکھتی ہے لیکن اُس کو اس کا مطلب نہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں یا نہیں ہم قرآن وحدیث کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں یا نہیں۔ ان سب باتوں سے حکومت بالکل بے تعلق ہے حالانکہ بحیثیت مذہب یہی ہمارے مقصود ہیں۔ مگر زمانۂ رسالت وخلافت میں ان سب امور کا انتظام سلطنت کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اسی لئے فرمایا:۔

لا یقصن الا امیر او مامور او مختال

(امیر وعظ کہے۔ یا اُس کے حکم سے اُس کا مامور یا ریاکار)

حالانکہ آج ہم (سب مسلمان حنفی ہوں یا اہلحدیث) نہ امیر ہیں نہ امیر کی طرف کے مامور۔ تو ضرور تیسری قسم (ریاکار) ہونگے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ حکم اقتضاء زمانہ کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے۔

آج سب کچھ ہمیں خود کرنا ہے۔ خود ہی منتظم ہیں خود ہی امیر اور خود ہی مامور۔ شاید اسی زمانے کے متعلق یہ شعر کہا گیا ہے ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
خود بر سر بازار خریدار برآمد

اس لئے حسب ضرورت ہمکو اُس نظام نبوت وخلافت کی پیروی کرنی ہوگی۔ اُس نظام میں جو سیاست اور انتظام حکومت داخل تھا وہ تو ہمارے ہاتھ میں نہیں لیکن دوسرا کام اشاعت قرآن وحدیث تو ہم کر سکتے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس انجمن کے ماتحت یہ کام کریں جس کا نام قرآن مجید میں شوریٰ ہے۔

اظہار تعجب ہمارے دوست خدا معلوم کیوں ہم سے ایسے سوال کرتے ہیں جن کے خصوصیت سے ہم مخاطب نہیں۔ سنئے:۔

ہمارا اور ہمارے احناف بھائیوں کا اس میں اتفاق ہے کہ ہم سب کے سب **اتباع سنت** کے مامور ہیں۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ فقہاء کرام کوئی کلیہ ایجاد نہیں کر سکتے بلکہ فقہاء کا منصب صرف یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے باریک باتیں استنباط کر کے مسلمانوں کو اُن پر اطلاع دیں نہ کہ خود کوئی حکم ایجاد کریں۔ پس اس قسم کے سوالات جو اہلحدیث پر کئے جاتے ہیں کیا یہی سوال احناف پر نہیں ہو سکتے کہ آپ لوگ جو جلسے کرتے ہیں ان کا ثبوت زمانۂ نبوت میں ملتا ہے یا نہیں کیونکہ ہمارا اور ان کا اختلاف اس میں نہیں کہ اصل متبوع رسول خدا ہیں فقہاء نہیں۔ پس جس طرح ہم ان سوالوں کے مخاطب ہیں احناف بلکہ سائل بھی ہیں بہرحال ہمنے اپنا حق ادا کر دیا آگے پھر باقی ہے۔

سوال دوم

(۲) اگر کوئی انجمن رسول خدا یا صحابہ کرام نے اسطرح کی مقرر فرمائی تھی تو پھر کیا اس کی یادگار میں سالانہ اجلاس بھی بڑے اہتمام اور شان وشوکت سے کئے جاتے تھے۔ اور اُس کی رونق بڑھانے کے لئے اراکین اسلام اور حامیان شرع محمدی بھی وعظ وغیرہ کے لئے بلائے جاتے تھے یا نہیں۔

جواب دوم

(۲) پہلے جواب میں ہم انجمن کا ثبوت دے آئے ہیں۔ یہ سوال انجمن کے طریق عمل پر ہے جو بعد ثبوت اصل وجود کے کوئی شے نہیں تبلیغ و اشاعت اصل مقصود ہے۔ مگر وہ کس طرح ہو اور کس طرح نہو یہ زمانہ کا اقتضاء ہے۔ ایک زمانہ میں اشاعت کا طریقہ قلمی کتابوں کا لکھنا تھا مگر آج وہ متروک ہے آج جب تک کوئی کتاب طبع نہو وہ نہ لکھنے جیسی سمجھی جاتی ہے۔ غور سے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ طبع کو قلمی کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ وہی جو پیدل اور ریل پر چلنے کی ہے۔ کون دانا ہے جو اصل مقصد (قطع مسافت) مدنظر رکھکر اعتراض کرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سفر حج وسفر جہاز پیدل یا اونٹوں گھوڑوں پر طے ہوتا تھا ریل اور جہاز کا ثبوت کہاں ہے؟ اس قسم کے سوالات کرنے والوں کا ایک ہی جواب ہے ؎

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

اصل یہ ہے کہ اس قسم کے سوالات کرنے والوں کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایسے ویسے افعال کا ذکر کر کے ہم مجلس مولود کا ثبوت دے سکیں۔ افسوس اس غرض کو مدنظر رکھنے والے شرح وقایہ میں وضوء کی بحث پڑھ لیتے تو اعتراض نہ کرتے۔ سنئے:۔

مقصود اور ذریعہ میں فرق ہے۔ مقصود شرع میں ثابت ہو تو ذریعہ میں تبدیلی جائز ہے جس کی مثال میں سفر حج وسفر جہاد کافی ہے۔ سفر حج شرع میں ثابت ہے پس وہ غیر متغیر ہے۔ بذریعہ سفر اونٹ ہوں یا ریل اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی اسی طرح تبلیغ اور اشاعت کا مسئلہ سمجھئے کہ مقصود تبلیغ ہے۔ ذریعہ اُس کا موافق مقتضاء زمانہ قلمی تصنیف کی بجائے مطبوعہ اور فرداً فرداً سے اجتماع جلسہ کی صورت اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر مجلس مولود میں جو امر متنازعہ ہے وہ از قسم ذرائع نہیں بلکہ از قسم مقصود ہے کیونکہ بالقصد ذکر ولادت اور اُس میں قیام یہ مقصودات سے ہیں حالانکہ اُن کا ثبوت نہیں فافترقا۔ فافہم۔

سوال سوم

(۳) ایسی انجمن کے سالانہ جلسے سادہ طور پر ہوتے تھے یا اُن کی تیاری اور آرائش میں شاہانہ تکلفات کا نمونہ دکھلایا جاتا تھا اور اُس کے لئے بہت روپیہ خرچ کیا جاتا تھا؟ اس کا جواب کتب سیر سے دینا چاہئے۔

جواب سوم

(۳) اس کا جواب یہ ہے لکل امرء ما نوی۔ اگر کوئی شخص سمع اور ریا کی نیت سے کرے تو معتوب اور گنہ گار ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھ

کرے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

(اے نبی) تو ان سے پوچھ جو زینت کے سامان خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کئے ہیں اُن کا استعمال کرنا کس نے حرام کیا ہے اور جو پاک طیب رزق خدا نے پیدا کئے ہیں اُن کو کھانا کس نے منع کیا۔ یہ تو سب سامان اور رزق دنیا میں سب بندوں میں مشترک ہیں قیامت کے روز خاص ایمانداروں کے لئے ہوگا۔

اس آیت کے مطابق ہر قسم کی زینت جیسی شخصی طور پر جائز ہے مجلسی طور پر بھی جائز ہے تاوقتیکہ کسی خاص قسم سے شرع میں منع نہ آیا ہو بس یہی عام حکم ہے اس قسم کے واقعات کی بابت عام قانون یہی ہے انما الاعمال بالنیات۔

سوال چہارم

(۴) حال کے جلسہ انجمن اہل حدیث کی آرائش اور دیگر اخراجات کے لئے جو مختلف مذاہب کے لوگوں سے شہر اور دیہات میں چندہ جمع کیا گیا ہے یہ کس حدیث نبوی کا اتباع ہے؟

جواب چہارم

(۴) چندہ تو زمانہ رسالت میں بھی ہوتا تھا جس کے ثبوت میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے چندوں کا ذکر بکثرت احادیث میں ملتا ہے۔

تنقیح صرف یہ ہے کہ چندہ بیجا خرچ ہوا یا بجا سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس غرض کے لئے چندہ کیا جائے اُسی میں خرچ ہو تو بجا ہے ورنہ بیجا۔ جب چندہ دہندگان اس قسم کے خرچ سے راضی ہیں اور اس کو جائز جانتے ہیں تو اعتراض کیا۔

سوال پنجم

(۵) مولویوں اور لیکچراروں کو جو دور دراز ممالک سے بلوایا گیا ہے اور جن کے صرف کرایہ ریلوے اور زاد راہ کو تخمیناً سو روپیہ پہلے ہی بھیجا گیا تھا کیا یہ کارروائی آیہ کریمہ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ کے تحت میں آسکتی ہے یا نہیں؟ (یعنی اسراف ہے۔ اہلحدیث)

جواب پنجم

(۵) علماء کا کرایہ اسراف بھیجنے سے پہلے حاجیوں کا کرایہ جہازات اور کرایہ اونٹ یاد کر لیا ہوتا کیونکہ یہ سب کرائے زمانہ نبوت میں نہ تھے۔ اصل یہ ہے کہ آدمی کیسا ہی علمدار ہو مخالفت میں نہیں دیکھتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ہم نے عام طور پر اصول بتلایا ہے کہ مقصود اور ذرائع میں بہت فرق ہے۔ مقصود اگر ثابت ہے تو ذریعہ کی تبدیلی کا سوال فضول ہے سفر حج اور سفر جہاد ثابت ہے تو ریل اور جہاز پر کوئی سوال نہیں ہو سکتا کہ اپر سفر کیوں کیا جاوے۔ کیا یہ سوال انجمن نعمانیہ پر بھی ہو سکتا ہے۔

سوال ششم

(۶) کیا دور دراز سے آنے والے اہلحدیث مولویوں وغیرہ کی نسبت حدیث نبوی لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد کی صریح مخالفت لازم آتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہی ایک حدیث ہے جس کے غلط معنی اخذ کر کے غیر مقلدین مدینہ منورہ کے سفر سے لوگوں کو منع کیا کرتے ہیں۔

جواب ششم

(۶) سچ ہے حدیث کا مطلب اہل حدیث سے پوچھنا چاہئے۔

سنئے:۔ حدیث مذکور کے معنی یہ ہیں کہ کسی مکان کی شرافت اور عزت کے لحاظ سے سفر کرنا جائز نہیں سوائے ان تین مقامات کے۔ مسجد اقصےٰ۔ مسجد نبوی اور مسجد الحرام کعبہ شریف۔ ان کے سوا کسی مکان کو اُس کی شرافت اور عزت کے لحاظ سے جانا منع ہے مگر بغرض تجارت وعظ یا کسی اور کام کے کسی مقام پر جانا اس حدیث میں داخل نہیں۔ کیونکہ ایسا جانا اُس مقام کی ذاتی حیثیت سے نہیں بلکہ اُس غرض کے لحاظ سے ہے جو اُس میں ہو سکتی ہے جہلم میں جو علماء آئے تھے وہ جہلم کی ذاتی شرافت یا عزت کے لحاظ سے نہیں آئے تھے بلکہ بغرض وعظ گوئی آئے تھے جیسا اور مقامات پر بھی جاتے ہیں۔ ہاں اگر اُن کے دل میں یہ خیال ہوتا کہ جہلم شریف کی زیارت کر آئیں تو بیشک حدیث مذکور کا خلاف ہوتا۔ مدینہ منورہ میں بہ نیت زیارت مسجد نبوی جانے سے کوئی نہیں روکتا۔ البتہ کسی اور نیت سے جائے تو اُس کا ثبوت دے۔

سوال ہفتم

(۷) اہلحدیث نے جو باوجود صرف دو ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر اپنی جامع مسجد موجود ہونے کے جلسہ گاہ ہی میں ۱۵ر جنوری کو جمعہ ادا کیا تھا۔ ایسا جمعہ ادا کرنا کس قولی یا فعلی حدیث کا اتباع تھا۔

(راقم ایک محقق حنفی جہلم)

جواب ہفتم

(۷) مجھے اس کا حال معلوم نہیں۔ میں ہوتا تو شائد ایسا کرنے سے مانع ہوتا مگر انہوں نے شائد مسجد کو کافی نہ سمجھا ہوگا جو نمازیوں کو سما سکے۔ بہر حال یہ اغراض ذاتیات سے تعلق رکھتا ہے مذہب سے نہیں

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

ہدایت تفسیری

اس نام کا ایک رسالہ ارت سر سے شائع ہوا ہے مصنف کا نام جو لکھا ہے ہم اُس سے واقف نہیں اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام چند آدمیوں کا مشترک ہے۔ خیر ایک کا ہو یا کئی ایک کا ہمیں اس سے غرض نہیں۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے ہمیں خوشی بھی ہوئی ہے اور رنج بھی۔ خوشی تو یہ ہوئی کہ جو طرز تصنیف یعنی بغیر دل آزاری کے مضمون نگاری کا طریق خاکسار پھیلانا چاہتا ہے جس کے لئے اپنی تصنیفات کو نمونہ بنا چکا ہے یہ رسالہ بھی گو اس امتحان میں پورا اترا نہیں ہوا لیکن فیل بھی نہیں۔ دل آزاری کی بالکل نفی نہیں البتہ کم بلکہ بہت کم ہے۔ گو اس نفی میں اہل مطبع کی کوشش کو بھی دخل ہے تاہم ہم مصنف یا مصنفین کو مبارکباد و مرحبا کہتے ہیں۔

اس رسالہ میں میرے رسالہ اجتہاد و تقلید کا جواب دینا ظاہر کیا گیا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رسالہ اجتہاد و تقلید اہل تقلید کے جواب میں ہے اس کا جواب دینا انہی لوگوں کا کام تھا۔ مگر مقام حیرت ہے کہ اہل تقلید نے تو جواب نہیں دیا۔ دیا تو اُن لوگوں نے دیا جو اپنا نام صرف اہل حدیث نہیں لکھتے بلکہ تحقیقی اہل حدیث کہلاتے ہیں۔

خیر یہ تو اُن کا کام ہے وہ جانیں اور اُن کا کام جانے۔ خوشی کی وجہ تو ہم نے بتلائی کہ رسالہ کا طرز بیان عموماً دل آزار نہیں جو مقام مسرت ہے۔ رنج اس بات کا ہے کہ مصنف یا مصنفین نے اپنا موضوع باوجود صاف لکھنے کے بھی ملحوظ نہیں رکھا یا دانستہ بھول گئے۔ رسالہ کا موضوع یعنی جس مضمون پر رسالہ مذکور لکھا گیا ہے یہ ہے جو مصنف کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

"تفسیر صحابہ کے معتبر ہونے پر دس دلائل قائم کئے گئے اور شبہات خصم کا معقول اور کافی جواب دیا گیا ہے۔" (لوح ص۱)

اسی موضوع کی توضیح ص۱۲ پر یوں ملتی ہے:۔

"گفتگو آپ کے ساتھ صرف اس بات میں ہے کہ ہمارے (اہل سنت کے) درمیان (تفسیر صحابہ) حجت ہے یا نہیں۔"

پس موضوع رسالہ ہذا کا صاف ہے کہ اس رسالہ میں اس مضمون کو ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کی تفسیر حجت شرعی ہے۔ بہت خوب۔

ہمنے جو اس رسالہ کی لوح کو دیکھا تو خوشی ہوئی کہ بہت دنوں سے سنتے تھے ایک رسالہ اس مضمون پر نکلنے والا ہے امید ہے اس رسالہ میں اس مشکل کو حل کیا ہوگا کیونکہ اس رسالہ کے مشیر بعض بڑی عمر کے بزرگ بھی ہیں جو آجتک بھی اس رسالہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ مگر افسوس کہ رسالہ دیکھکر ہمارے منہ سے یہی نکلا ؎

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں کہ بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

مصنفین نے رسالہ میں اس موضوع پر قلم ہی نہیں اُٹھایا۔ سارا رسالہ مخالف پر جرح اور اعتراضات سے بھر دیا۔ یہ نہ سوچا کہ بحیثیت مدعی کے ہمارا فرض کیا ہے؟ لوح رسالہ پر ہمنے اپنی تصویر مدعیانہ دکھائی ہے مگر رسالہ کے اندر تمام اوراق میں مدعیانہ منصب کو بھولے سے بھی نہیں چھوا بلکہ محض جارحانہ اور معترضانہ پہلو سے کیا فریق مخالف پر اعتراض کرنے سے آپ کا مدعا ثابت ہو جائیگا؟ (**مولانا بٹالوی** کا طرز مناظرہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔ غالباً انہی کا اتباع کیا گیا ہے۔)

فیصلہ کی صورت

ہماری ہر وار کوئی صاحب مخالف سمجھیں تو فیصلہ کی آسان صورت ہم بتلاتے ہیں:۔

لاہور میں انجمن حمایت اسلام کا جلسہ ہونے والا ہے اس موقع پر بہت سے علماء آئینگے۔ شمس العلماء مولوی مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی (حنفی) مولوی سید علی صاحب حائری (شیعہ) مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی (اہلحدیث) ان تینوں صاحبوں کو ایکجا جمع کر کے سوال کیا جائے کہ آپ حضرات صرف یہ بتلادیں کہ مصنف نے کس صفحہ پر اس مضمون کے ثابت کرنے کا تہیہ کیا ہے

یاد رہے ہم یہ سوال نہیں کرنا چاہتے کہ موضوع رسالہ کو کہاں ثابت کیا؟ کیونکہ یہ ایک فرضی صورت ہے بلکہ ہم صاف اور سیدھا سوال یہ کرینگے کہ مصنف نے اس موضوع کے ثابت کرنے کا تہیہ اور ارادہ بھی کیا ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ مصنف اور اس کے مشیرین اپنا منصب ہی بھول گئے ہیں کہ ہمیں اس رسالہ میں کیا لکھنا چاہیے۔ اگر یہ صاحب بالاتفاق یا بکثرت راء ہمکو اُس صفحہ کا نشان بتلادینگے جہاں پر مصنف نے حسب سوال ہمارے تہیہ بھی کیا ہوگا تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ رسالہ مذکورہ کے موجودہ نسخوں کی لاگت اپنے پاس سے دیکر مفت تقسیم کرا دینگے۔

اسی طرح وہ مقام بھی پیش کر کے فیصلہ کرایا جائیگا جہاں پر مصنف نے اس ہیچمدان کو ایک منطقی مسئلہ کے متعلق "یتیم فی المنطق" لکھا ہے۔ یہی حضرات اُس منطقی مسئلہ کا بھی فیصلہ کر دینگے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ میں یتیم فی المنطق ہوں یا بالغ بلکہ صاحب اولاد

میں وعدہ کرتا ہوں دونوں امور میں میرے برخلاف فیصلہ ہونے کی صورت میں رسالہ مذکورہ کی لاگت میں دیگر موجودہ نسخے مفت تقسیم کرا دونگا اُس کے بعد جواب دینا نہ دینا میرے اختیار میں ہوگا اس سے مصنفوں کو تعلق نہ ہوگا۔

مصنف اور اُس کے مشیروں کو اگر یہ صورت منظور ہو تو تینوں صاحبوں کے پاس ایک ایک رسالہ مع ایک مشترکہ خط کے بھیجدیں۔ خط پر میرے دستخط بھی ہوں گے:۔

"یہ رسالہ اس غرض سے آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے کہ آپ اس کو اس نیت سے ملاحظہ کریں کہ مصنف نے جو لوح پر موضوع رسالہ لکھا ہے اُس کے ثابت کرنے کی طرف کس صفحہ پر توجہ اور تہیہ کیا ہے۔ آپ کو یہ تکلیف نہیں دیجاتی کہ مدعا کے ثبوت کی نسبت رائے دیں کہ دلائل قویہ سے ثابت ہوا یا نہیں بلکہ تکلیف صرف یہ ہے کہ محض ارادہ فعل کا پتہ بتلادیں۔ ایام جلسہ حمایت اسلام لاہور میں ہم آپ تینوں صاحبوں کو یکجا کر کے فیصلہ سنینگے۔ اتنے عرصہ تک رسالہ مرسلہ ملاحظہ فرمالیں۔ امید ہے اس تکلیف کو علمی خدمت جان کر قبول فرماوینگے۔"

ناظرین! کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ ایک یا کئی ذی علم اصحاب ایک زبردست مضمون پر قلم اٹھائیں وقت لگاویں۔ روپیہ خرچ کر کے چھپوادیں اور دور دراز ممالک میں اس کی اشاعت کریں۔ اور فریق مخالف پر "رجوع" کرنے کا زور ڈالیں۔ مگر اپنی غلطی پر مطلع نہ ہوں۔ یا للعجب کیا سچ ہے ؎

حیرتے دارم ز دانشمند مجلس بازپرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

مصنف اور اُس کے مشیرین کو اپنے فعل کا اگر علم ہے تو میری پیش کردہ تجویز کو منظور کرنے میں انکو کوئی عذر نہ ہونا چاہیے۔

(دیدہ باید)

قادیانی مشن

باہمی اختلاف

قادیانی مشن کی دونوں پارٹیوں (لاہوری اور قادیانی) میں عرصہ تک آتش جنگ مشتعل رہکر کچھ دنوں کے لئے دبگئی تھی۔ مگر جونہی دونوں پارٹیوں کے جلسے اخیر دسمبر میں ہوئے۔ پھر آگ بھڑکی اور زور سے بھڑکی۔ آجکل دونوں میں دو امر مختلف فیہ باعث جنگ وجدل ہیں۔

(بقول قادیانی پارٹی) لاہوری پارٹی نے مشہور کیا اور ثبوت دینے کا دعوے کیا کہ موجودہ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد (خلف مرزا صاحب) نے گورنمنٹ کو خط لکھا کہ مجھے خلیفۃ المسلمین مسلمانوں سے منوایا جائے تو میں گورنمنٹ کی بہت سی خدمت کروں جسکے متعلق گورنمنٹ نے روکھا جواب دیا کہ سرکار مذہبی امور میں دخل نہیں دے سکتی۔

قادیانی خلیفہ نے اس کا جواب دیا ہے۔ اور بڑی سختی سے انکار کیا ہے کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا بلکہ لاہوری پارٹی کا افترا ہے۔[۱]

ہم نہیں کہہ سکتے اصلیت کیا ہے۔ لیکن بعض ایسے اشخاص کے نام بھی اس روائت کے راویوں میں لئے گئے جن کو ہم باوجود اختلاف رائے کے بہت باز صادق القول جانتے ہیں۔ خدا معلوم کچھ غلط فہمی ہوئی ہے یا اس کی کچھ اصلیت بھی ہے۔ بہر حال اس کا ثبوت دینا لاہوری پارٹی کا کام ہے البتہ ہم عام طور پر اتنا کہہ سکتے ہیں کہ بغیر کئے کسی کام کے الزام لگانا جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (جو لوگ بغیر برا کام کئے کسی شخص کو بذریعہ بہتان اور الزام کے تکلیف دیتے ہیں وہ سخت گناہ کے مرتکب اور متحمل ہوتے ہیں)

دوسرا امر جو آجکل ایک دوسرے کیلئے موجب طعن وتشنیع ہو رہا ہے وہ کتاب عسل مصفےٰ مصنفہ مرزا خدا بخش ہے

یہ کتاب مرزا صاحب آنجہانی کے زمانے کی تصنیف ہے نہایت ہی معمولی اور بیکار۔ مگر مرزا صاحب اور مولوی نور الدین کی پسندیدہ اب جو دوبارہ چھپوائی گئی تو قادیان کے اخبار الفضل میں اعلان ہوا کہ عسل مصفےٰ کو کوئی شخص نہ خریدے۔ خدا معلوم مرزا خدا بخش سے کوئی رنج ہے ورنہ کتاب تو وہی ہے جو زمانہ سابق میں شائع ہو چکی ہے۔ اس پر لاہوری پارٹی کو بہت رنج ہوا۔ انہوں نے بڑا طعن آمیز ایک مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میاں محمود نے اس لئے ممانعت کا اعلان کیا ہے کہ کسی اپنی کتب فروشی میں خلل نہ آئے۔ ہم نہیں کہہ سکتے یہ گمان کہاں تک صحیح ہے۔

گذشتہ پرچوں میں جو فریقین میں مباحثہ کی دعوت اور قبول دعوت کے مضامین نکلے تھے۔ ان کا انجام خاموشی رہا۔ ورنہ کوئی صورت شائد ملاپ کی نکل آتی۔

اتفاق کی صورت ہم عرصہ سے اس امر پر غور کرتے ہیں۔ اور بعض مرزائیوں سے سوال بھی کئے ہیں کہ کوئی صورت ان دونوں پارٹیوں کے ملاپ کی بھی ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک زرین اصول ہے۔ اہل حدیث جس کا بہت عرصہ سے پابند ہے کہ مشترک کاموں میں ملجانا چاہئے۔ غالباً یہ اصول ہر ایک دانا کا پسندیدہ ہے اسلئے ہم ایک صورت ان دونوں پارٹیوں کے اتفاق کی بتلاتے ہیں۔ امید ہے اس کی ظاہری کڑواہٹ پر نظر نکر کے اس کی باطنی خوبیوں کے اعتبار سے منظور کرینگے!

قاعدہ کی بات ہے کہ باہمی رقابت اور مخالفت مشترک دشمن کے سامنے مٹجاتی ہے جس کی زندہ مثال روس۔ فرانس اور انگلستان موجود ہے جو مشترک دشمن (جرمنی) کے سامنے یکجان دو قالب بن رہے ہیں۔ اسی طرح ہم ان دونوں پارٹیوں کے مشترک دشمن ہیں اور آج ان دونوں کو

مباحثہ کا چیلنج دیتے ہیں کہ تم لوگ آپس میں ایک فرعی امر پر کیا مباحثہ کرتے ہو کہ مرزا صاحب مسیح موعود نے یہ کہا تھا یا وہ کہا تھا پہلے ہم سے تو نمٹ لو۔ ہم تو کہتے ہیں وہ مسیح موعود ہی نہ تھے انکے اس قسم کے سارے دعوے غلط تھے۔ آؤ ہم سے اس دعوے کا ثبوت لینے اور اس دعوے کا ثبوت دینے کو ہمیں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بلالو اور خود دونوں پارٹیاں کلکتہ۔ دہلی۔ قادیان۔ لاہور۔ پشاور تک متفق ہو جاؤ۔ ہم خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں ہم تم سب پر فتحیاب ہونگے اور ضرور ہونگے۔ ہمت ہے تو آؤ وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ۔

ناظرین! غور کیجئے کیا ہی معقول صورت ہے! احمدیہ کی اشاعت کا بھی معقول ذریعہ ہے اور باہمی مصالحت کا اچھا طریقہ۔ قادیانی مشن کے جلسے دن ہوں تو اس تجویز کو منظور کرلینگے ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ہمارے لئے تو راجپور۔ قادیان اور لدھیانہ کی فتوحات کافی ہیں۔

مذاکرات علمیہ کے متعلق اطلاع

(۲۵)

مذاکرات علمیہ کے متعلق بڑی دقت یہ پیش آتی ہے کہ بعض صاحب جواب میں سوال کا مضمون نہیں دکھاتے جس سے ناظرین خصوصاً خریدار کو سمجھنے میں الجھن ہوتی ہے اس لئے گذارش ہے کہ مضمون نگار صاحبان حتی المقدور سوال کو بھی مختصر لفظوں میں لیا کریں اور جواب کی تمہید میں زیادہ وقت نہ لگایا کریں۔ یہ تو مضمون نگاروں کے متعلق ہے۔ دفتر کے متعلق یہ تجویز ہے کہ جوابات کو حتی الوسع الگ الگ نہ کیا جائے۔ بلکہ حتی الامکان مجتمع صورت میں نکلا کریں جس کی صورت یہ ہے کہ سوال شائع ہونے سے میعاد دو ماہ* ختم ہونے تک جتنے مضمون آویں ان کو تین دفعات پر تقسیم کر کے شائع کیا جائے پہلی دفعہ چوتھے نمبر میں دوسری چھٹے میں تیسری آٹھویں نمبر میں اور خاتمہ۔

* بعض احباب کی رائے ہے کہ میعاد تین ماہ کر دیجائے۔ زیادتی میعاد میں لکھنے والوں کو کسل اور پڑھنے والوں کو بے لطفی ہوگی۔ اس لئے زیادتی مناسب نہیں (اڈیٹر)

[۱] ان لوگوں نے اس افترا سے انکار کر کے الٹا خلیفہ قادیانی پر الزام لگائے ہیں اور کئی ایک لطیف سوال بھی کئے ہیں۔ جو حسب موقع شائع ذکر ہیں (اہلحدیث)

ہر کام جو انتظام سے ہو وہ اچھا ہوتا ہے بے نظام ٹھیک نہیں۔ پس اہل علم اصحاب اپنے علمی جواہر سے مسلمانوں کو مالا مال کرنے میں سخاوت سے کام لیں۔ جی چاہتا ہے چلتے چلتے ایک حدیث بھی عرض کر دوں تاکہ علماء کرام کو یاددہانی ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے اجود الناس جودا من علم علما فنشرہ (سب لوگوں سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جو علم پڑھکر لوگوں میں پھیلاوے) مدارس میں تعلیم کے ذریعہ بھی اشاعت علم ہے۔ مگر مدارس کے درجات بھی مختلف ہیں۔ کسی مدرسہ میں ایک کتاب ایک طالب علم پڑھتا ہے تو کسی میں دس کسی میں بیس۔ کسی میں پچاس۔ جسقدر کسی مدرسہ کی جماعت میں مستفیدین کی جماعت زیادہ ہوگی۔ اُسی قدر تعلیم کے ذریعہ علم کی اشاعت زیادہ ہوگی۔ اخبار اہلحدیث کے مذاکرات کا مدرسہ بفضلہ تعالیٰ اتنا بڑا وسیع ہے کہ مصر کا جامع ازہر بھی اسکی وسعت کو شائد نہ پہنچتا ہو۔ مشرق مغرب جنوب شمال۔ ہندوستان اور بیرون ہندوستان اس کے طالب علم ہیں اس لئے اس کے مذاکرات میں جس علم کا مضمون نکلیگا وہ سمجھے کہ میں نے ایک ایسی بڑی جماعت کو سبق پڑھایا ہے جس کے برابر ہندوستان کے کسی مدرسہ میں طلباء نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جسقدر طلباء کی کثرت ہوگی اُسی قدر علم کی اشاعت ہوگی۔ اور اُسی قدر ثواب بھی ہوگا + واللہ الموفق۔

مذاکرہ علمیہ متعلق نکاح زوجۂ مفقود الخبر

(مرسلہ ۱۲ صفر)

اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۸ رجنوری ۱۹۱۵ء کے صفحہ کالم ۳ میں ایک مضمون بعنوان "مذاکرہ علمیہ متعلق نکاح زوجۂ مفقود الخبر" جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی عم فیضہم کا خاکسار کی نظر سے گزرا۔ اس مضمون میں جو کچھ حضرت مولانا موصوف نے عورت کی افسوسناک حالت کا ذکر فرمایا وہ بالکل صحیح اور درست ہے جس میں سر مو فرق نہیں۔ اور اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مسئلہ کی تصریح نہ تو قرآن پاک میں ہے اور نہ حضور اقدس صلعم سے اس کا کوئی فیصلہ منقول ہے اس لئے اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے اور کم و بیش مفصلہ ذیل اقوال ہیں۔

(۱) حسنؒ کی روایت میں امام ابو حنیفہؒ سے ۱۲۰ برس ہیں (۲) اور ظاہر روایت میں یقدر بموت الاقران ہے یعنی جب اُس کے ساتھی مرجائیں (۳) ابو یوسفؒ سے سو سال کی روایت ہے (۴) بعض اصحاب ابو حنیفہ ۹۰ سال کے قائل ہیں[۱] (۵) سنن دار قطنی میں بروائت مُغیرہ ابن شعبہ وارد ہے۔ انہا امرأتہ حتی یاتیھا البیان یعنی مفقود کی عورت اُس وقت تک اُس کی (مفقود کی) زوجہ ہے جب تک اُس کے (عورت کے) بارے میں مفقود کا کوئی بیان یعنی قول معلوم ہو کہ وہ اپنی عورت کے بارے میں کیا کہتا ہے (۶) حضرت علی کا قول بھی مغیرہ ابن شعبہ کی روایت کے لگ بھگ ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ مفقود کی زوجہ بحالت ابتلاء ہے پس چاہیئے کہ صبر کرے یہاں تک کہ مفقود کی موت یا اُس کی طلاق معلوم ہو۔ مگر مغیرہ ابن شعبہ کی روایت کو ابو حاتم اور بیہقی اور ابن قطان وغیرہم محدثین نے ضعیف کہا ہے اور اوپر کے ہر چہار اقوال کا پتہ تو کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی نہیں ملتا۔ لہذا وہ رائے محض ہیں اور درایتاً بھی باطل ہیں (۷) چار سال کا فیصلہ حضرت عمرؓ کا ہے اور یہی کے قائل امام مالک اور شافعی ہیں۔ پس مولانا موصوف کا یہ خیال کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ کوئی دائمی حکم نہیں ہے بلکہ حالات زمانہ کے تحت اقتصادی تھا۔ اُس وقت اتنی مدت خبر نہ ملنے کیلئے کافی جانی گئی تھی۔ لیکن اس وقت چار سال ایک مدت مدید ہیں۔ اس کے اندر بھی کامل وثوق مفقود الخبری کا ہو سکتا ہے۔ لہذا موجودہ چار سال انتظار کرکے بیکس وضعیف جنس کو تکلیف دینا مقرون مصلحت نہیں۔ (انتہی بلفظہ)

چونکہ مولٰنا عم فیضہم کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولانا کی رائے میں مفقود کی زوجہ کو صرف چند ماہ یا زیادہ سے زیادہ سال ڈیڑھ سال انتظار کر لینا کافی ہے پھر اُس کے نکاح فسخ کرا دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لہذا اس خاص راہ میں خاکسار کا عذر ہے کیونکہ مولانا نے ایک جانب تو نہایت رحم کی نگاہ سے دیکھا اور دوسری جانب کی اضطراری ضروریات پر پورے طور سے غور نفرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ ایک شخص اپنی معاش سے تنگ اور عورت کے طعن و تشنیع سے رنجیدہ ہوکر بتلاش روزگار چلا گیا مگر اُس کا دلی خیال یہ ہے کہ میں کامیابی کے بعد گھر میں اچھی طرح خرچ وغیرہ بھی بھیجونگا اور آؤنگا بھی۔ مگر اتفاق سے اُس کو حسب خیال جلد کامیابی نہوئی۔ اور اسی لیت و لعل میں ایک عرصہ گزر گیا جیسا کہ آج کل ریاستوں میں دیکھا جاتا ہے کہ دو دو تین تین سال تک لوگ امیدواری کرتے ہیں اور پھر بھی کامیابی مشکل سے ہوتی ہے۔ اسی شرمندگی سے وہ خط وغیرہ بھی نہ بھیج سکا[۱]۔ اور یہاں اُس کی زوجہ نے دوسرا گھر بسا دیا۔ پس ایسی حالت میں اگر غور کیا جائے تو چار سال بھی بہت کم ہیں۔ مگر چونکہ عورت کا رفع ضرر بھی مدنظر ہے اس لئے ہمیں اور تمام اقوال کو (جن کا روایتاً و درایتاً بھی ثبوت نہیں ہے) ترک کرکے صرف حضرت عمرؓ کے قول پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ فریقین زوج و زوجہ کے مصالح کی رعایت ہو جائے اور کسی کی حق تلفی نہو۔ اب یہاں پر یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ کا یہ قول اقتصادی یا اجتہادی یا ذاتی تھا اور مصلحت وقتی پر مبنی تھا۔ لہذا ہم اس وقت کی حالت کے بموجب جیسا چاہیں اپنی مصلحت کے موافق عمل کر لیں۔ ہرگز مناسب نہیں کیونکہ حضور قدس صلعم نے فرمایا ہے کہ "اے لوگو تم میرے اور میرے اصحاب کی سنت (طریقہ) پر چلو۔ اس لئے صحابہ کرام کے اقوال خواہ وہ اُن کی ذاتی رائے ہوں خواہ اقتصادی خواہ اجتہادی ہماری آراء سے مقدم اور احوط اور بہتر ہونگے۔ اور اُسپر بحکم آں حضرت صلعم تمام اُمت کو عمل کرنا واجب ہوگا۔

لہذا میں جس طرح اس معاملہ میں حنفیہ کے اقوال

[۱] ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۶۰۲ کتاب المفقود۔

[۱] تنخواہ نہ ملی تھی خط تو لکھتا تسلی تو دیتا اگر اُس کو خطرہ فسخ نکاح کا ہوگا تو سب کچھ کریگا۔ (ایڈیٹر)

(جو میں نے اوپر لکھے ہیں) پسند نہیں کرتا اور مجھکو روایتاً و درایتاً خلاف سمجھتا ہوں۔ اسی طرح چار سال سے کم کو بھی خلاف قول و فعل صحابی سمجھکر زوج کی حق تلفی کا موجب خیال کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ اور حضرات اہل علم بھی اس خاص مسئلہ میں اپنے خیالات ظاہر فرماوینگے۔ والسلام خیر الختام ✻ (خاکسار خادم العلماء ابو الیحیٰ سجاد حسین مقیم مینپوری)

گرانی ہائے گرانی

قرآن مجید میں جہاں الٰہی عذابوں کا ذکر آیا ہی قحط اُن میں نمبر اول ہوگا خدا کی پناہ یوں تو ہندوستان پر عرصہ سے اس کا سایہ ایسا دامن افگن ہے۔ کہ ہندوستانیوں میں خون بھی نہ رہا تھا مگر گزشتہ قحط اور یہ قحط اپنے اپنے اثر الگ رکھتے ہیں اس قحط کے ساتھ ہی بیکاری کا بہت بڑا جوڑ لگا ہی نہ تجارت ہے نہ صنعت۔ نہ آرام ہے نہ صحت۔ آٹا چھ سیر سے بھی کم ہو رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہی کہ بہت سے غربا جن کو آٹا میسر نہیں ہوتا محض گاجروں شلغموں پر گزارہ کرتے ہیں۔ وہ بھی تابکے۔ یہ خیال کہ سرکار اس سے بے خبر ہے غلط ہے۔ سرکار اس میں سب سے زیادہ کوشاں ہے مگر غضب خدا کو کون ہٹائے۔ ابھی تک تو صرف یہی ہے کہ یہ تکلیف محسوس ہو رہی ہے مگر جب یہ تکلیف حد سے بڑھ جائیگی تو اس کے بعد جو مصائب نظر آتے ہیں وہ اس سے بھی سخت ہونگے۔ ظاہر ہے جس کا پیٹ خالی ہوگا۔ وہ کسی نہ کسی طرح اُس دوزخ کو بھریگا جسکا نتیجہ بدامنی اور فساد ہوگا جس سے سرکار کو بھی اور رعایا کو بھی پریشانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم گنہگار بندوں پر رحم فرماکر اس جنگ کو باحسن وجوہ جلد ختم کرے۔ آمین۔

✻ نام میں یہ اضافت کیسی ہے۔ اور معنے کیا ہیں؟ فافہم (اڈیٹر)

مذاکرہ علمیہ ✻ متعلقہ زوجہ مفقود الخبر

موبہ نمبر ۱۲ صفحہ

اس فاضلانہ مذاکرہ میں (جو اہلحدیث ۰ جنوری میں شائع ہوا ہے) مخاطب اگرچہ راسخین ہی کو رکھا گیا ہے جس زمرہ کا یہ خاکسار نہیں مگر بحمدہ تعالےٰ ان بزرگوں کا نام لیوا اور محبت گزین ضرور ہوں۔ اس مذاکرہ میں کوئی ایسے دلائل نہیں پائے گئے جن کا معارضہ کیا جاوے مگر پھر بھی ادب سے چند ایک پریشان سے معروضات پر توجہ دلانا مناسب دیکھتا ہوں۔

(آگے ہمیں متنبہ رہنا چاہئے! عورتوں کی بربادی و بے آبادی کے نازک حالات میں سے طلاق ثلاثہ اور مفقود الخبری کی وارداتوں کا یہ ہر جگہ خاصہ پایا گیا ہے کہ ان میں علماء اہل حدیث ہی کی طرف رجوع اکثر لایا جاتا ہے وجہ یہ کہ اور کہیں ان مسائل میں پوری ہی نہ پڑے تو بیچارے جائیں کہاں۔ حضرت استاذنا شیخ الکل دہلوی کے پاس بھی بہت دیکھا کہ جو لوگ آپ کے پاس سے گزرنا کفر تصور کرتے تھے ان فتووں کے لینے کو آپ ہی کی خدمت میں آگھٹنے رگڑتے۔ اور واقعی مفقود الخبر کی بیوی پر اکثر ایسی ہی مشکلات آپڑتی ہیں جنکے دیکھنے والا کوئی رحمدل ہوگا جو اُس سے ان مشکلوں کے جلد سے جلد کٹ جانے کا متمنی نہو مگر صحابہؓ سے لیکر آج تک جس آئین پر تمام محدثین کا عام برتاؤ چلا آیا ہو اُس کے برخلاف عصمت نکاح جیسے قطعی محرمات کے اپنے آپ سے توڑ لینے کی جرأت بھی کوئی مسلمان ایسی جلدی کر سکتا ہے۔

فی زماننا دینی معاملات ایسی گڑبڑوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کئی پرانے امور کئی کئی لوگوں کی نظروں میں اصلاح طلب سوجھتے اور اُن سے اُن کی بابت ترك ما هنالك (یعنی اگلی باتیں گئیں) کی آوازیں ہی آتی ہیں۔ مگر غور کیا جائے تو کون سا زمانہ ہوگا جو ایسی خرخشوں سے خالی گزرا متصور ہو اور پھر نہیں کیا بھید ہے کہ کبھی آج سے پہلے کے برگزیدہ علما کو ان اصلاحات کی نہ سوجھی یا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ امت اسلامیہ نے ہمیشہ اپنے اسلاف صالحین کے حال و قال کو راستی کا زینہ اور شریعت حقہ کا آئینہ قرار دے رکھا ہے۔ اس لئے کتب قال اللہ و قال الرسول میں بھی نظر مارے تو برابر مذاہب ائمہ اور اقوال الرجال کی بھرمار نظر آئیگی۔ تقلید جامد کو جانے دیجئے وہ واقعی مذموم ہے۔ مگر انصاف یہ ہی کہ اس بیچاری میں وہ مفاسد شنیعہ کب کسی نے دیکھے جو اس کے بالمقابل کی کھلی آزادی میں آجتک ہمیشہ اسلام مشاہدہ کرتا چلا آتا ہے۔ مانا مستدل پابند محض خانہ ساز ہیں۔ لیکن ائمہ دین خصوصاً صحابہ رضوان کا بالکل پاس خاطر اٹھا دینا بھی شریعت نے کب روا رکھا۔ افراط و تفریط کی حدود کو چھوڑ کر جماعت کے ساتھ میانہ رو چلنے ہی میں تو ہمارا دین وابستہ رکھا ہوا ہے۔ دیکھئے خداتعالیٰ فاتحۃ القرآن میں جہاں راہ استقامت کے حصول کی دعا سکھاتا ہے۔ اس راہ کی ساتھ ہی تشریح بھی فرمادیگئی ہے کہ جس پر پہلے خدا کے فضل والے لوگ گئے ہوں اسی طرح قرآن شریف میں اور جگہ جہاں رسول صلعم کے برخلاف چلنے کی بُرائی فرمائی وہیں مومنوں کی سبیل کا اتباع چھوڑنے پر بھی خاص طور سے نوٹس لیا گیا اور حدیثوں میں بھی خیر القرون خصوصاً صحابہؓ کی جو شان آئی اور اُن کی عموماً پیروی اور بالخصوص خلفائے راشدینؓ کی سنت پر التزام کرنیکو جو ارشادات وارد ہوئے اور اپنے بعد نبی علیہ السلام نے شیخین کے اقتدا کا جو خاص الخاص حکم دیا یہ سب اہل علم سے مخفی رہنے کی باتیں نہیں ہیں اور اسی طرح اولیں خلفاء راشدین کے ہاتھوں کسقدر اجرا یافتہ دینی امور ایسے جاری ہیں جن میں سرمو تفاوت کرو کھلانا امت کی امت پر شاق چلا آتا ہے۔ یہ بھی سب پر روشن ہی غور فرمائیے تو مسئلہ زیر بحث بھی انہی امور کے قریب قریب ہے۔ عمرؓ

✻ مذاکرات میں حصہ لینے والے صاحب مذاکرہ کا نمبر اور تاریخ اجرا اور تاریخ تحریر مضمون خود ضرور لکھا کریں۔ مگر فقری۔ (اڈیٹر)

صحابہ میں ایک وہ رشد مجسم تھے جن کی رائے صائب نے کئی دفعہ آنے والی وحی کا پہلے سے استقبال کیا اور نبوت کا خاتمہ نہ ہو گیا ہوتا تو آں حضرتؐ کے بعد یہ انہی کی شان تھی صاحب مکاشفہ اور امن اسلام کا ایک دروازہ تھے۔ اگر ایسے ہی اُن کی صوابدید ولی کا کسی مصلحت سے دروازہ کھلنے لگا تو پھر وقتاً فوقتاً بہتیری مصلحتیں نکلتی آئیں گی اور تمام وہ امور جنھیں پہلے کسی نے نہیں چھیڑا چھڑتے چلینگے اور اس طرح کے اُدھیڑبنوں میں اسلام کا آمنحو کرسا بنجا نا ظاہر ہے اعاذنا اللہ منہ

(ب) ہمارے متبوع اس میں کیا فرماتے ہیں؟ عصمت نکاح کا تحفظ ایک ظاہر اور اصل امر ہے اس ظاہری حکم کے مضمون پر ایک روائیت مرفوعاً آئی مگر ثبوت سے ایسی گری ہوئی کہ محدثین اُسے منکر اور متروک تبلاتے ہیں۔ صحابہؓ سے اسکے مطابق ایک قول علیؓ کا ملتا ہے یا ایک روایت صحابہ سے بھی اور بس مگر صحابہ کی ایک جماعت نے جن کے ہیرو امیر فاروقؓ ہیں اس ظاہر سے عدول کرکے یہ صاف حکم دیا ہے کہ مفقود کی بیوی چار سال انتظار کے بعد چار ماہ ۱۰ شب (دس دن لکھنے والے بڑی مسامحت کرتے ہیں) گزار کر نکاح جدید کرلے۔ اور اس حکم پر اس وقت کے تمام موجودین میں سے کسی ایک کی مخالفت آواز کا بھی کہیں سے پتہ نہیں ملتا۔

کوئی ایسا واقعہ عہد نبوی میں نہ ہوتا جیسا کہ خیال کیا گیا ہے قطعی امر نہیں نہ عمرؓ کا ایسا قطعی فیصلہ دینا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ضرور قیاس امر تھا اور انہیں سنت سے اس میں کسی وجہ بصیرت نہ تھی۔ اور نہ ہی علیؓ کا اصل اور ظاہر کے مطابق کہنا کچھ اس بات کی بین دلیل ہو سکتا ہے کہ سنت سے کچھ ثابت ہوتا تو اختلاف کیوں کرتے۔ کیونکہ اول تو یہی معلوم نہیں کہ علی٭ نے فیصلہ فاروقی کا کچھ علم پاکر ایسا مخالف کہا یا انہیں اس کی خبر ہی نہیں ہوئی بلکہ یہ کہیں اس سے علیحدہ ہی

ف۱ مذاکرات علمیہ میں نفس مسئلہ پر تائید یا تردید ہونی چاہیئے۔ اس قسم کے تمہیدی مواعظ بجائے خود مستحسن ہیں مگر مقام مذاکرہ میں اجنبی۔ (اڈیٹر)

فتوے دے رہے ہیں۔ دوسرے سنت کے ناطق ہوتے ہوئے لاعلمی یا کسی تاویل کی بنا پر صحابہؓ میں برابر اختلافات ہوا کئے ہیں تو پھر یہ کیا بات ہے صحابہؓ کا اختلاف (جسے دکھلا کر اس مسئلہ میں اور اور اختلافات اُٹھانے کی گنجائش نکالی گئی ہے) تو حقیقت ہستی رکھتا ہے۔ آئیے اب اُن کے اتفاق کی کیفیت پر بھی کچھ تفصیلی نظر ڈالیں جسے صاحب سبل السلام نے مجملاً وجماعۃ من الصحابۃ کے لفظ سے ذکر کیا ہے اور وہ اصل پانچ ممتاز صحابی ہیں عمرؓ عثمانؓ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن مسعود عمرؓ کا فیصلہ تو سب سے اول اور سب سے پہلی حدیث کتاب مؤطا مالکؒ میں مسند مروی ہے۔ اور عثمان کی نسبت محلی شرح مؤطا میں لکھا ہے قال الزهری فرلقضی بذالک عثمان بعد عمرؓ یعنی عمر کے بعد عثمان نے بھی یہی فیصلہ دیا۔ اور ابن عباس اور ابن عمر صاحبان کا اثر ابن ابی شیبہ کی روایت سے تعلیق مغنی شرح دارقطنی ص۴۲۳ ج۲ میں بدیں الفاظ وارد ہے کہ تذاکر ابن عباس وابن عمر فقالا جمیعا تربص اربع سنین یعنی حضرت ابن عباس اور ابن عمر دونوں صاحبوں نے مفقود کی بیوی کا ذکر چھیڑا اور دونوں بزرگوں نے بالاتفاق یہ کہا کہ چار سال بیٹھے۔ اور روایت ابن مسعود کا حوالہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں قد اخرج عبد الرزاق وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ باسانید صحیحۃ عن عمر منها لعبد الرزاق من طریق الزهری عن سعید ان عمر وعثمان قضیا انها تربص اربع سنین واخرج سعید بن منصور بسند صحیح عن ابن عمر وابن عباس قالا تنتظر الخ وثبت ایضاً عن عثمان وابن مسعود فی روایۃ (فتح الباری پ۲۲ ص۱۹۹) یعنی چار سال ٹھیرنے کا فیصلہ صحیح سندوں کے ساتھ عمرؓ و عثمان اور ابن عمر و ابن عباس سب سے ثابت ہے اور ابن مسعود سے بھی ایک روایت ہے۔ اس سے آگے حافظؒ ایک قول کی ترجیہ میں پھر لکھتے ہیں کہ للاتفاق خمسۃ من الصحابۃ یعنی اس میں پانچ صحابیوں کا اتفاق

ثابت ہے اور ان اکثر روایتوں کو تلخیص حبیر میں بھی ص۳۲۷ سے ص۳۲۹ تک متفرق کا ہے اور تعلیق مغنی میں بھی کئی طرق سے یہ روائتیں مسند مذکور ہیں حضرت عمر اور حضرت عثمان کے اپنے اپنے زمان خلافت میں فیصلہ دینے اور ابن عمر و ابن عباس صاحبان کی مذاکرہ فرمانے کے وقت بھی کس کثرت سے علماء صحابہ وتابعین موجود نہ ہونگے۔ اور صحابہؓ کی پرجوش و غیرت یہ عادت بھی معلوم ہے کہ کوئی بھی زبردست سے زبردست خلاف شرع حکم نکلے تو اس کے کیسے دامنگیر ہوتے تھے مگر اس بارے میں کسی سے کچھ بھی اعتراض منقول نہیں ہوا کیا یہ تمامتر خاموشی کسی معنے کا اتفاق نہیں ہو سکتی؛ علیؓ سے جو ان کو خلاف ماثور ہے اس کی نسبت تصور میں آتا ہے کہ اس فیصل شدہ امر کی انہیں خبر نہ ہوئی ہوگی۔ یا ہوئی تو ایسے وقت کہ جب اُن بزرگوں سے مذاکرہ نہیں کرنے پائے۔ اور اس وجہ سے اس حکم کی حقیقت تک نہ پہنچے بلکہ اصل ظاہری حکم پر جمع رہے ورنہ موقعہ پاتے اور تحقیق میں لاتے تو وہ بھی اس طرف رجوع فرماتے۔ چنانچہ ابن مسعودؓ کا انہی فیصلوں کے موافق قول (جو ایک روایت میں آیا ہے) ظاہر اور اغلب یہی ہے کہ اسی رجوع پر محمول ہے۔ اور بہر حال ہمیشہ خاوند ہی کی راہ دیکھتی رہنے کے اصل وظاہری حکم کے علاوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے جہاں تک روائتیں آئی ملتی ہیں سب اس چار سال انتظار کے فیصلہ میں منحصر ہیں اور بس! بنا بریں دعوےٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ صحابہؓ میں درحقیقت کوئی اختلاف نہیں!

(ج) ہمارے قیاس کچھ نہیں۔

(۱) ہمارے علماء اپنے زعم سے یہ فرما کر قیاس سے ثابت ہونے والا کوئی امر شرعی حکم نہیں ہو سکتا جب پھر کسی مسئلہ کو میدان قیاس ہی میں ڈال کر اسپر چوگان بازی کرنی کرانی چاہیں تو تعجب ہوتا ہے کہاں تو ان بزرگان دین صحابہؓ اور خلفائے راشدین کے وہ حکم قیاس جنکی چار دیواریاں حطیم رسالت سے پیوست نہیں۔ اور اُن کے حق نام سے لیکر رشد و

٭ صحابہ کے نام کے ساتھ "حضرت" لکھنا اردو تحریر میں ضروری ہے گو عربی میں نہیں (اڈیٹر)

ahmadiyyamuslim.de

حقانیت کے فتوے شارع سے صادر ہوئے۔ قرآن شریف ہی نہیں بلکہ اگلی آسمانی کتابوں میں بھی اُنکی تعریفیں آئیں اور کہاں ہم سے سے قیامت کے نشان پرفتن زمانہ کے ہونے والے ہم میں اُن میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے اس کے اغیار تک قائل ہیں ۵۱

حکایت۔ سُنا ہے ایکدفعہ امرتسر کے کسی اعلیٰ افسر انگریز کے پاس مفقود الخبر کی بیوی کے حسب فیصلۂ فاروقی نکاح ثانی کر لینے اور پھر پہلے خاوند کے آجانے پر مقدمہ چلا جس میں استاذنا مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی اور مولوی رُسل بابا صاحب امرتسری کی متضاد شہادتیں تھیں۔ مولانا نے مؤطا مالک سے فیصلۂ عمرؓ کا ثبوت دیا مولوی رُسل بابا صاحب نے فقہی روایتیں پیش کیں اور کئی فقہاء کے نام گنوائے۔ حاکم کہنے لگا نہیں عمرؓ مسلمانوں کا بڑا مشہور جرنیل ہوا ہے تم بھی کسی ایسے نامی گرامی کا فیصلہ دکھلاؤ جو وہ نہ دکھلا سکے۔ اور پھر لطف یہ ہوا کہ وتس دس روپیہ خرچہ ملا۔ تو محدث ممدوح نے ہر چند اصرار کیا گیا نہ لیا کہ ناجائز ہے اسپر حاکم مارے تعجب کے اور بھی ہنستا رہ گیا۔

(۲) پچھلے ائمۂ دین کے اس میں مختلف اقوال ہیں اور ایک ایک بزرگ سے کوئی کسی طرح نقل کرتا ہے اور کوئی کیسے۔ اور ایک ہی قسم کے دلائل سے کوئی کچھ لیتے ہیں اور کوئی کچھ۔ مثلاً سبل السلام میں خاوند کی عمر طبعی تک عورت کے تربص کا ایک فتوے لاکر امام یحییٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ لا وجہ للتربص جس سے یہ سمجھا گیا کہ عورت کو کچھ بھی انتظار کرنے کی وجہ نہیں۔ مگر جو دلائل امام یحییٰ سے منقول ہوئے اُنہی دلائل کی بنا پر صاحب تعلیق مغنی مذہب صحابہؓ کی تائید کرتے ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ یحییٰؒ شائد اُسی تربص کے منکر ہیں جو ایک دراز عمر تک کرایا جاتا ہے جبتک کہیں سے اُن کی اصل عبارت نہ دیکھی جائے۔ پورا پتہ کیا آئے۔ اور جس قدر صحابہؓ سے اسبارے میں ثابت ہوا جن ائمہ سے اُس کے موافق منقول ہے اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ مگر باقی کسی قول کی کوئی سند نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ازالۃ الخفاء سے جو اس بارے میں نقل کیا گیا وہ بھی اسی صحابہؓ کے فیصلہ ناطق کی ترجیح اور توجیہ میں ہے اور بس کوئی اس میں معسر یا مجنون کی بیوی سے نظیر دیکر شاہ صاحب نے زوجۂ مفقود کا نیا حکم نہیں نکالا۔ اور شاہ صاحب جیسے حکیم الامت اور مسلّم مجتہد العصر جس مسئلہ کو چھیڑ کر اُس میں کوئی جدت روا نہیں کر گئے تو اب اور کون اُن سے بڑھیا دکھائی دے رہا ہے جو کر دیگا ۵۲۔ اور کوئی کرے بھی تو پہلے جلوہ فاروقی تو دکھائے لڑ لیا تمام رجال مثل رجال عمر لتم لیفعل حتی نسمع وننظر (یعنی پہلے اس زمانہ کو آدمی بھی تو لائے پھر کہے تو ہم دیکھیں کہ کیا کہتا ہے)

(۳) جو لوگ اپنے حقوق طلب اہل و عیال کو چھوڑ کر کہیں لاپتہ ہو جائیں اُنپر غصہ تو واقعی بڑا آتا ہے چنانچہ فیصلہ فاروقی کے واقعہ میں بھی تمیم داری عرصہ دراز تک مفقود الخبر رہنے کے بعد جب اُسوقت واپس آئے کہ اُن کی بیوی کا دوسری جگہ نکاح ہو چکا تھا تو عمرؓ نے اُنپر ناراضگی فرمائی۔ مگر اُنہوں نے عذر کیا کہ مجھے جن اُٹھا لیگئے تھے یعنی اپنے اختیار سے کہیں نہیں رہا ہوں۔ لیکن جو لوگ کہیں جاکر اور نکاح کر بیٹھیں یا کسی اور جہت سے اُن کا پتہ چلے تو وہ مفقود الخبر کیسے اُن سے ستم پانے والے اُنہیں بے غیرت کہیں یا ظالم و نالائق وغیرہ سب بجا۔ اور اُن کی نسبت جو قانونی چارہ جوئی کریں وہ روا۔ اور حدیث لاضرر ولاضرار کے ضمن میں جو کچھ علماء نے لکھا مراد اُنکے برابر اہل ہیں اور معسر یا مُولی وغیرہ جو کچھ ہوں تو حکام اُن کا تدارک دیکھیں کریں اور جن کا کچھ بھی پتہ نہ چلے بلکہ سچ مچ کے مفقود الخبر ہوں تو اُن کی نسبت رجماً بالغیب کیا حکم لگایا جا سکتا ہے کیا جانیں کہیں دور جا پڑے ہیں یا مفقود یعقوبؑ کی طرح کسی پاس ہی کے کنوئیں میں گرائے ہوئے ہوں اور کیا خبر کسی طرح معذور ہیں یا محض بے غیرت ہی تو مفقود الخبر کا معسر وغیرہ معلوم الحال لوگوں سے بیّن امتیاز ہے جس سے ان کا انپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور باطل ٹھیرتا ہے۔

(۴) یہی سمجھ لینا کہ چار سالہ میعاد اُس وقت اس لئے رکھی گئی تھی کہ اُن دنوں کسی کھوئے ہوئے کا پتہ اتنی مدت تک چل سکتا تھا اور اب اس کے اندر بھی مفقود الخبری کا کامل وثوق ہو سکتا ہے کئی وجہ سے درست نہیں ہے۔ اولاً یہ محض اٹکل بات ہے کسی روایت میں اتنی میعاد رکھنے کی یہ وجہ آئی معلوم نہیں ہوئی اور صحابہؓ کے وفور علم سے یوں متصور ہے کہ اگر بالفرض اُنہیں اس خاص مسئلہ میں سنت سے علم نہو تو پانچ کی کمر کو اس طرح ادھورا رکھکر جو چار کو اختیار کر رہے ہیں تو ضرور وہ اس میں کسی طرح علیٰ وجہ البصیرۃ ہونگے۔ چنانچہ ایک توجیہ اس کی امام بیہقی سے منقول ہے کہ یشبہ ان یکون انما قالہ لبقاء الحمل اربع سنین (تعلیق مغنی صہ۲۲۴) یعنی چار سالہ میعاد اس واسطے فرمائی معلوم ہوتی ہے کہ اس مدت تک حمل باقی رہ سکتا ہے۔ ثانیاً اگر اس مدت کی کفایت پر نظر رکھکر یہ حکم جاری کیا ہوتا تو جب یہ مدت کافی نہ پڑی اور تمیم داری نے بعد میں بھی سر آنکالا تو پھر اس کو بدل سکتے تھے۔ لیکن صحابہؓ نے اس کو بدلا نہیں ایسے ہی رہی گمامر بیانہ۔ ثالثاً اب بھی کوئی ہو بہو تمیم کی طرح کا مفقود ہو تو اُس کا کیا پتہ جلدی ہو سکتا ہے؟ رابعاً اس وقت کسی کی خبر پانے کا پہلے زمانوں سے ممتاز ذریعہ ریل ہے یا ڈاک۔ مگر اول تو باوجود ان ذرائع کے ہونے کسی کی موت اور زندگی تک کا پتہ نہ پا سکنا جیسا کہ اہل حدیث ۲۹ جنوری کی میں اس مذاکرہ کی تمہیدی سطور میں مندرج ہے ان وسائل کے ناکافی ہونے کی کافی دلیل ہے۔ دوسرے ریل کے ذریعہ کسی کا آنا جانا بھی ہو تو یہ کیا ضرور ہے کہ پتہ چل ہی جائے۔ یوسفؑ تک کیا کسی کی رسائی ہی نہیں ہوئی تھی کہ باپ کو اتنا بڑا فراق پڑا رہا۔ بلکہ اب تو جناب چالاکی سے اپنا آپ چھپانے کے بہت سے وجوہ میسر آسکتے ہیں اور آبادیاں ایسی گنجان ملتی ہیں کہ ایک ہی شہر کے کسی گوشے میں کوئی ہو رہے تو مدتوں مخفی رہ سکتا ہے اور کئی آدمی مشاہدے میں آتے ہیں جن کا کوئی ساری عمر پتہ نہیں پاتا۔ اور نہ اُن کے پچھلوں کو کوئی اُن کی

۵۱ ربیبہ بالغہ (غیر فی حجورکم) کا نکاح سوتیلے باپ کے ساتھ جائز ہونا کس کس صحابی کا قول ہے سب کو معلوم ہے۔ کیا علماء ربانی بھی یہی فتوی دیتے ہیں (ایڈیٹر)
۵۲ مقلدین بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے امام سے بڑا کون ہے۔ جو ان کے خلاف کر سکے (ایڈیٹر)

خبر جا سکتی ہے۔ بعض عورتیں تو ایسی بھاگ نکلتی ہیں کہ ان کے متعلقین اُن کی تلاش میں مرتے مر جاتی ہیں مگر اُن کا عنقا کہیں قیامت ہی کو جا دیکھیں گے۔ ایک عورت کو میں نے پانچ چھ سال کے عرصہ میں اپنے ایک ہی ضلع بلکہ ایک ہی تحصیل میں تیسرے خاوند کے گھر آباد پایا پھر سنا کہ اُس سے بھی گئی۔ ذمیں رکھئیے کسی پہلے خاوند کو کوئی اُس کا پتہ چلتا تھا۔ نہ نئے نکاح کرنے والوں کو کوئی اُس کا سابقہ حال کھلتا۔ کئی آدمی ایسی ہی بیویوں کی نالائقی کو دیکھ گھر بار چھوڑ نکلتے اور گمنام ہو جاتے ہیں۔ تبلائیے وہ بیگناہ کس ملامت کے مستحق ہوئے۔ اور ڈاک کا یہ حال ہے کہ اچھے طبقوں کی خاص مراعات ہی قطع نظر کئی دفعہ اس میں وہ بدعنوانیاں برتی جاتی ہیں کہ الاماں! مہینوں بلکہ برسوں کسی کو اپنے نام کے خطوط کا کوئی پتہ نہ ملے اور رجسٹرڈ مراسلات تک دوسروں کے ہاتھ جا جا کر جھوٹی رسیدیں واپس لائیں اور خصوصاً جب کوئی بدنیت ہاتھ درمیان میں کام کر رہا ہو تو یہ سب آنکھوں دیکھا ہے نہ کسی کو پوری واقفیت ہوتی ہے کہ کوئی تدارک کرائے نہ ہر کوئی تدارک کا چارہ ہی پاتا ہے۔ اور یہی حال تار برقی وارون کا ہے۔ پس ایسے ذرائع پر اعتماد کر کے اتنی جلدی کسی کی مفقود الخبری کا کامل چھوڑ ناقص بھی کیا وثوق پیدا کر سکتے ہیں۔

(۵) اب عام مستورات کے سر سے کوئی قسم ہی کی چادر زیادہ اُٹھ گئی ہے تو اُسے خدا سنبھالے۔ ورنہ خطۂ عرب کی نساء سے کوئی حفظ نفس میں نہیں بڑھکر ہو سکتیں۔ نہ ذرائع معاش کی کوئی یہاں کمی ہے۔ یہ کیا عذرات خام ہیں جن کی بنا پر ہمیں اپنا پرانا دستور اسلامی بدلنا پڑے۔

(۶) اگر ہمارے ان مذاکرات اور جدید قیاسات کا کچھ نتیجہ نکلا تو مفقود کی بیوی کے لئے نکاح ثانی کرنے میں صحابہ کی تحدید سے کوئی کم تحدید رکھی جائیگی یا اسے ایسے ہی نامحدود چھوڑ دینگے؟ اگر تحدید ہوئی تو ہم مان اور فرما چکے ہیں کہ قیاس سے پیدا کیا ہوا کوئی امر شرعی حکم نہیں ہوتا۔ وہ تحدید شرعی نہ ہوگی۔ اور نامحدود چھوڑا تو پھر تو ایک تماشہ ہی بن جائیگا۔ ذرا آدمی ادھر ہوا اور بیوی دوسرے کے گھر آباد ہے اور کچھ اُدھر کو گیا ذرا دیر کر کے آیا تو بی بی صاحبہ کوئی مُہری فتوے لیتی ہوئی کبھی کی رخصت ہو چکی ہیں۔

(۷) آخری گزارش یہ ہے کہ مفقود الخبر تو نامعلوم الحال ہوئے اُن پر سوائے سُوءِ ظن کے (جو شرعاً حرام ہی) کوئی کیا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ مگر اُن کی پیچھے رہنے والی بیویوں کا تو اکثر حال ہمیں روشن رہتا ہے۔ بجائے اس طرح اُن کی مرضی پر چلنے کے کوئی ہیں اُن پر مناسب سیاست بٹھلانے کا انتظام کرانا چاہئے۔ فاروقؓ کو نہیں دیکھا کسی عورت کو ایک جوان کا گیت گاتی سنتے ہیں تو اُس جوان ہی کو وہاں سے نکال چھوڑا۔ جناب من اگر عورتوں کا اس طرح زیادہ لحاظ کرنے پر ہم مائل ہوئے تو زنانہ معاملات کا پہلے سے بہتیرا بیڑا غرق ہو رہا ہے اور بھی رہی سہی کوئی کسر باقی نہیں رہیگی۔ والعصمۃ للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

خاکسار ابو داؤد عبداللہ عفی عنہ از بہاول پور

(۱۲ ربیع الاول)

جناب شاہ صاحب وارثی

جناب مولانا صاحب فاضل امرتسری ادام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کے شفقت قدیمانہ سے امید قوی ہے کہ اس مختصر مضمون کو بھی اخبار گہربار کے کسی کالم میں جگہ دیکر ممنون و مشکور فرماوینگے۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲ محرم ۱۳۳۳ھ کے صفحہ ۸ کالم ۳ میں قصبہ جائس ضلع رائے بریلی کے تذکرہ کے سلسلے میں جناب شاہ محمد شفیع صاحب وارثی کا بھی کچھ ذکر خیر کیا گیا تھا جس پر ہمارے مولانا شیر اسلام فاضل امرتسری مدظلہ اللہ تعالے کو ایک چونک سی پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ اسی مضمون کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ شاہ صاحب اگر وہی ہیں جو گیرو کپڑے پہنتے اور سر منگا رکھتے ہیں۔ تو ان شاہ صاحب کو میں جانتا ہوں۔ آپ خوش شکل اور خوش لباس رہتے ہیں اور ضلع اٹاوہ کے باشندے ہیں میرے سامنے ہمیشہ توحید و سنت کی تائید اور اس قسم کے بدعتی اور شرکیہ رسوم کی تردید کیا کرتے ہیں اور اچھے اچھے مشہور اہلحدیثوں (خصوصاً خاکسار اڈیٹر) سے شاہ صاحب کو بہت محبت ہے وغیرہ۔ اُس کے بعد جناب مولانا حکیم محمد عبیدالرحمٰن صاحب سفیر اہلحدیث کانفرنس بھی پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۳۳ھ کے صفہ کالم اول میں شاہ محمد شفیع صاحب نام کے مولوی سے دوستی کا اظہار فرماتے ہوئے نہایت زوردار الفاظ میں اُن کی خوش اعتقادی کے مداح ہیں۔ غرض ہر دو مضامین بالا کو دیکھنے سے صرف اس خاکسار ہی کو نہیں بلکہ یہاں کے تمام برادران موحدین کو ایک تعجب اور سکتہ سا ہو گیا ہے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے جو صاحب اہلحدیثوں سے اسقدر تنفر رکھتے ہوں کہ اپنی مجلس میں اہلحدیثوں کو ناپاک کُتّے کے لقب سے یاد فرماویں اور اہلحدیث کے سربرآوردہ علماء جناب مولانا اسمٰعیل صاحب شہید و مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی و مولانا نواب صدیق حسن خان صاحب وغیرہم رحمہم اللہ علیہم کی توہین و تکفیر کریں۔ اور جن کی تحریک سے جناب مولوی احمد رضا خان صاحب مرادآبادی و دیگر علماء اہلحدیث جامع مسجد میں وعظ کہنے سے ہمیشہ کے لئے روک دئیے جائیں اور حافظ عبدالسبحان صاحب موحد متوطن قصبہ ہذا کو صرف انکار قیام و مولود پر سخت تکلیف پہنچائی جائے اور جنکو عرس و میلاد سے ایسی دلبستگی ہو کہ اُس کے منکر کو ناپاک کُتّے سے بھی بدتر جانیں تعجب ہے کہ وہ علماء اہلحدیث خاصکر جناب مولانا شیر اسلام قاطع شرک و بدعات و مولانا سفیر اہلحدیث کانفرنس سے محبت و دوستی رکھیں اور عرس و مزاروں کے شیرینی خوروں کی مذمت کریں۔ سمجھ میں بات نہیں آتی۔ خیال ہوتا ہے کہ جن شاہ صاحب کی خوش اعتقادی کے ہمارے دونوں فاضلان بزرگ معترف ہیں کوئی اور ہونگے۔ لیکن جب حلیہ اور لباس وغیرہ پر غور کیا جاتا ہے تو شک ہوتا ہے کیونکہ یہ حضرت بھی خوش شکل اور خوش لباس

ahmadimuslim.de

رہتے ہیں اور ماشاء اللہ سر بھی ننگا رکھتے ہیں اور اصلی اٹاوہ کے باشندے بھی ہیں۔ اُن کے ایک پیر بھائی کے پاس خاص اُنہیں کے قلم کا لکھا ہوا ایک نوشتہ موجود ہے جس میں آپ اپنے کو اٹاوی لکھتے ہوئے پیر بھائی کو دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت عطا فرما رہے ہیں جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے:۔

فقیر حاجی شفیع احمد المعروف بہ محمد شاہ وارثی اٹاوی کہتا ہے کہ مجھکو مرشد پاک سیدنا حاجی وارث شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے اجازت دلائل الخیرات شریف کے پڑھنے کی دی بماہ ذی الحجہ ۲۲ھ میں۔ اور فقیر اجازت دیتا ہے اپنے برادر طریقت .... کو الخ

آپ زیادہ تر دہلی اور کانپور تشریف لیجایا کرتے ہیں۔ عبد الصمد نامی دہلی میں کوئی شاہ صاحب ہیں جن کے مسکن پر آپ کا قیام ہوتا ہے۔ کانپور میں آپ کے ایک بھائی ممتاز احمد نامی ولایتی پاپوش کے ایجنٹ ہیں۔ علاوہ اس کے ہردوئی۔ سندیلہ مہوبہ وغیرہ کی طرف بھی اکثر آپ دورہ فرمایا کرتے ہیں۔ واللہ ہم لوگوں کی پریشانی کی کوئی حد نہیں خدا کرے جن شاہ محمد شفیع صاحب کی نسبت ہمارے ہر دو فاضلان بزرگ تحریر فرماتے ہیں کوئی اور ہوں لیکن اندیشہ ہے لہذا خاکسار اپنی نیز تمام برادران اہلحدیث کی پریشانی رفع کرنے کی غرض سے جناب شاہ صاحب کی خدمت بابرکت میں چند امور مندرجہ ذیل کا استفسار کرتا ہے کیا جناب شاہ محمد شفیع صاحب امورات مستفسرہ سے انکار فرما کر دل مضطر کو تسکین فرماویں گے؟ دیدہ باید۔

امورات دریافت طلب یہ ہیں۔

(۱) کیا آپ قصبہ جائس تشریف لاتے ہیں اور مسلسل قیام فرما کر رجبی کے جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں؟

(۲) کیا آپ نے سونا شہید۔ سد حشن شہید۔ حکیم شہید میر صاحب کی درگاہ۔ پیر حبیب دیوان شہید شیخ عبد اللہ شہید وغیرہ بزرگوں کے مزارات پر عرس جیلاد کیا ہے؟

(۳) کیا آپ نے بالا شام لال محمد والہ کے احاطہ کے اندر ایک پختہ مزار پر عرس و میلاد کرنے کا ارادہ فرمایا تھا

مگر جب ہندوؤں نے یورش کی تو باز آئے۔ وغیرہ

(خیر خواہ اسلام عبد الصمد خان عفی عنہ خریدار ۲۵۲۵ متوطن مرانپوری ضلع سلطان پور حال وارد قصبہ جائس)

مذاکرۂ علمیہ نمبر ۳ مؤرخہ ۱۲ر صفر

از مولوی ابو داؤد محمد عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ جامع مسجد بہاولپور

(۱) قرآن و حدیث اور آثار صحابہؓ سے یہ صریحاً ثابت ہے کہ نماز کی ادائگی ایمان و اسلام ہے اور اُس کا چھوڑنا کفر۔ اسلئے حدیث بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ کا مضمون بمطابق ان شواہد کے یہ ہوگا کہ آدمی کو کفر سے مربوط کرنے کی چیز ترک صلوٰۃ ہے والتقدیر ترکہا رابط بینہما)

(۲) یہ معنے بھی ہو سکتا ہے کہ گو آدمی مدعی اسلام اور کفر سے انکاری ہو مگر فیصلہ کن حکم اُس میں اور اُس الکفر میں ترک صلوٰۃ ہے چنانچہ یہ ترک ہو تو وہ کفر ہی سے لاحق ہوگا۔ یہ معنی اگرچہ بین العبد وبین الاسلام الصلوٰۃ کے جملہ سے بھی ادا ہو سکتا تھا مگر بظاہر بین بین کا لفظ جس بیانیت کا موہم ہے کہ وہ اسلام اور آدمی میں تھوڑی دیر کے لئے بھی منظور نہ فرمائی گئی اسلئے بجائے اس کے یہی جملہ مختار ہوا۔

(۳) یہ دلچسپ توجیہ بھی ہو سکتی ہے اور خیال پڑتا ہے کہ حضرت شیخ الکل دہلوی بھی تقریباً یہی فرمایا کرتے تھے کہ کفر جو کئی مدارج رکھتا ہے اس کے کمال اور آدمی کے درمیان ترک نماز کا واسطہ ہے واللہ اعلم۔

جواب مذاکرہ علمیہ نمبر ۳ مؤرخہ ۱۲ر صفر

خاکسار کے نزدیک حدیث بین الرجل وبین الکفر ترک الصلوٰۃ کی تقدیر اور معنی یہ ہیں ای الذی یمنع من کفرہ کونہ لم یترک الصلوٰۃ (یعنی جو چیز انسان کو اُس کے کفر سے منع کرتی ہے وہ نماز کا نہ چھوڑنا ہے) فاذا ترکہا لم یبق بینہ وبین الکفر حائل (پس جس وقت اُس نے نماز ترک کر دی نہیں باقی رہا درمیان اُس کے اور درمیان کفر کے کوئی حائل بل دخل فیہ (بلکہ وہ شخص کفر میں داخل ہو گیا)

پس اس تقدیر عبارت سے حدیث کے مطلب بالکل صاف ہو گئے* کہ ترک صلوٰۃ سے انسان کفر میں داخل ہو جاتا ہے اور اقامۂ صلوٰۃ دخول فی الکفر سے مانع ہے ھکذا قال النووی

(خاکسار خادم العلماء سجاد حسین ازمین پوری)

جواب مذاکرۂ علمیہ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۹ر ربیع الاول

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔

مذاکر مذیفضہ کی پیش کردہ آیت میں لزوم اشکال صرف اس تقدیر پر ہے کہ اَنْ کو مصدریہ کہا جاوے لیکن اگر مصدریہ ہی نہ مانا جاوے خواہ اس وجہ سے کہ اَنْ مصدریہ امر اور نہی پر داخل ہی نہیں ہوتا کما ھو مذھب جماعۃ من النحاۃ۔

خواہ اس سبب سے کہ یہ اَنْ مفسرہ ہے کما فی الجلالین والکشاف والبیضاوی۔ (۲۵۱)

یا اس لئے کہ زائدہ ہے کما فی قولہ تعالیٰ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ تو کوئی اشکال نہیں۔

اور سراج المنیر میں فرمایا کہ یہ اَنْ محل رفع میں خبر ہے مبتدا محذوف کی وھو ھو

اور بعض نے کہا کہ محل نصب میں ہے اور لا صلہ ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

اور بعض نے حَرَّمَ رَبُّكُمْ پر وقف کرکے کلام کو تمام سمجھا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عَلَيْكُمْ پر وقف ہے اور اَنْ معمول ہوا اُوْصِيْكُمْ محذوف کا واللہ اعلم (خیر الدین احمد از سرسہ ضلع حصار)

ایڈیٹر۔ مذاکرات میں ایسی بات کہنی چاہیے جو اپنی پسندیدہ ہو۔ کسی سے نقل ہو یا اپنی ایجاد مگر یہ نہ ہو کہ صرف نقل اقوال پر قناعت ہو ورنہ بسا اوقات بے معنی طوالت کا خوف ہے۔

---

* مگر حدیث بھی یہی بتلاتی ہو تو نہیں (ایڈیٹر)

فتاویٰ

س نمبر ۱۰۰۔ شیعوں سے سُنیوں کا نکاح جائز
ہے۔ لڑکی شیعہ اور مرد سُنی۔ یا مرد شیعہ اور لڑکی
سنت جماعت ہو۔ ترکہ سنت جماعت کا شیعہ کو یا
شیعہ کا سنت جماعت کو بموجب شرع شریف پہنچتا
ہے یا نہیں دلیل کے ساتھ تحریر فرمائیے۔
(راقم محمد صدیق علی از نگینہ محلہ سید واڑہ)

ج نمبر ۱۰۰۔ جائز ہے۔ ترکہ بھی جائز ہے گو شیعہ
سخت غلطی میں ہیں مگر اُن کا اختلاف اہل سنت
کے ساتھ اختلاف دینی نہیں بلکہ اختلاف مذہبی
ہے۔ اختلاف دینی ہوتا ہے جس میں بنار دین
میں مخالفت ہو۔ بنار دین الہامی کتاب ہے۔ شیعہ
قرآن شریف کو مانتے ہیں اس لئے بنار دین میں مختلف
نہیں۔ ہاں جو موجودہ قرآن کو بے اعتبار کہیں
اُن خبط الحواسوں کا دین ہی کیا اور اسلام ہی کیا
اُن سے نہ نکاح درست ہے نہ ترکہ بلکہ وہ مثل دیگر ۲۵
منکرین کے ہیں بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔

س نمبر ۱۰۱۔ زید ایک دوکاندار ہے اُس کے
پاس عمرو نقدی سودا لینے آتا ہے تو اُس کو زید بازار
کا نرخ پورا دیتا ہے۔ اور جس وقت بکر سودا لینے
آتا ہے تو اُس کو بازار کے نرخ سے کم دیتا ہے۔
مثلاً گندم کا نرخ بازار میں ۲۰ سیر فی روپیہ ہے
مگر جب زید کے پاس عمرو گندم لینے آتا ہے تو
اُس کو ایک روپیہ نقدی کی ۲۰ سیر گندم دیتا ہے لیکن
جس وقت زید کے پاس بکر گندم لینے آتا ہے تو
اُس کو ایک روپیہ اُدھار پر ۱۶ سیر فی روپیہ دیتا ہے
تو اس صورت میں ایک روپیہ نقدی کے مقابلہ
میں اُدھار پر ۴ سیر فی روپیہ کم دیتا ہے تو یہ چار سیر
کی کمی سود ہوگی یا نہیں۔ اگر یہ سود نہیں تو کن
دلائل سے جائز ہے (یا ناجائز)
(خریدار اخبار ۳۶۳۹ غلام محمد ٹھار متصل
گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

س نمبر ۱۰۲۔ آجکل جو دوکاندار بازار سے چیزیں
خرید کر محلہ کی دکانوں میں فروخت کرتے ہیں اس
طریقہ پر کہ بازار (منڈی) سے سستا لیتے ہیں اور
اور اپنی دوکان پر مہنگا بیچتے ہیں۔ مثلاً بازار سے
دس سیر چیز خرید کر دوکان پر ۸ سیر فی روپیہ
بیچتے ہیں۔ اور اُس چیز کا نرخ بازار میں ۱۰ سیر
فی روپیہ ہی ہے۔ اس حالت میں اُن کا بازار کے
نرخ سے نقدی پر کم دینا جائز ہے یا سود ہے۔ ہر دو
مسائل کا جواب تسلی بخش عنایت فرماویں۔
(ایضاً)

ج نمبر ۱۰۱ و ۱۰۲۔ دونوں صورتیں جائز ہیں نیل الاوطار
جلد ۵ صفحہ ۱۵۱ ملاحظہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بھاؤ
بتلانے میں دغا نہ کرے بلکہ صاف صاف کہے۔
یعنی یہ نہ کہے کہ منڈی میں بھی یہی بھاؤ ہے میں نے
اس میں سے وغیرہ۔ بلکہ صاف کہے یہ بھاؤ دونگا۔
خریدار کی مرضی ہوئے یا نہ لے۔
(۲ پائی داخل غریب فنڈ)

س نمبر ۱۰۳۔ ایک شخص جس کی زبان سے حروف
کی ادائگی زبان کی لکنت یا ناک میں سے آواز نکلنے
کی وجہ سے نہ ہوتی ہو اور وہ کسی کی سمجھ میں مشکل سے
آتا ہو اور بہرا بھی ہو تو ایسا شخص پیش امامی کے
لائق ہو سکتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس
گاؤں میں اس شخص سے قابل شخص بھی موجود ہیں
اور رئیس دوسرا عالم پیش امامی کے لئے رکھنے کی
طاقت بھی رکھتے ہیں۔
(از سنگرول پیر۔ اکولہ)

ج نمبر ۱۰۳۔ قرآن مجید کو صحیح طریق سے پڑھنے
کا حکم قرآن و حدیث میں آتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا
وغیرہ۔ نیز سامعین شریک جماعت کو صحیح قرآن سنکر
بسا اوقات تذکیر بھی ہوتی ہے۔ اس لئے حکم ہے لیئمکم
اقرءکم لکتاب اللہ زیادہ قرآن پڑھنے والا امامت
کرایا کرے۔ اس لئے امام ایسا شخص ہونا چاہئے
جس میں یہ اوصاف ہوں کہ اُس کی قرأت ترتیل سے
ہو جس سے سامعین متاثر بھی ہوں۔

س نمبر ۱۰۴۔ بعد نماز فریضہ کامل درود شریف
پڑھکے اللھم انت السلام پڑھیں یا درود شریف
ترک کرکے فقط اللھم انت السلام سے شروع
کریں۔ درود شریف قبل پڑھنے کی ممانعت میں
کوئی حدیث صحیح ہو تو بیان کریں۔
(خاکسار قاضی غلام محی الدین خریدار اہلحدیث
۲۵۲ از کمبرلی سوتھ افریقہ)

ج نمبر ۱۰۴۔ اوراد مسنونہ کے لئے یہ طریق ہے
کہ جو ورد کسی مقام پر ثابت ہو وہی مسنون ہے دوسرا
نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک
شخص نے چھینک مارکر اللھم صل علی محمد
کہا تو ابن عمر نے کہا اس موقع کے لئے ہمکو درود نہیں
سکھایا گیا بلکہ الحمد للہ سکھایا گیا ہے۔ اس روایت
کے مطابق بعد نماز متصل وہی دعا پڑھنی چاہیئے۔
جس کا ثبوت ملتا ہے یعنی اللھم انت السلام
درود کی فضیلت بجائے خود ہے مگر وقت مناسب
وہی ہے جو بتلایا گیا۔

س نمبر ۱۰۵۔ ایک شخص کے ذمہ ظہر قضا باقی
ہے عصر کے وقت جماعت میں شامل ہوکر عصر
ادا کی۔ اور بعد ظہر قضا پڑھنی چاہی۔ اُس وقت
حاضرین مسجد مانع ہوئے کہ اے بھائی عصر کے بعد
سجدہ حرام آیا ہے مگر دلیل ندارد۔ باعث اس بات
کا خلاصہ کتاب و سنت سے دیں اور یہ بھی ظاہر کریں
کہ قضا شدہ ظہر کون سے وقت میں ادا کرے (ایضاً)

ج نمبر ۱۰۵۔ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے حدیث
میں منع آیا ہے بعض علماء نے قضا کو اُس سے مستثنے کہا ہے
مگر میری ناقص تحقیق میں احسن طریق یہ ہے کہ امام عصر
کی نماز پڑھ رہا ہے تو مقتدی (جسکی ظہر قضا ہوئی ہے)
ظہر کی نیت کرکے امام مذکور کے پیچھے کھڑا ہو جائے۔ بعد
ادائے ظہر عصر پڑھ لے۔ امام اور مقتدی کی نیت
کا تخالف مضر نہیں جیسا کہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ
سے ثابت ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے اور مقتدی فرض۔
دونوں کی نیت متغایر تھی۔ ائمہ میں سے امام شافعی جائز
دیتے ہیں کہ عصر کے امام کے پیچھے ظہر کی نیت کرکے پڑھ سکتا
ہے اگر عصر کی جماعت نہ ہوتی ہو تو بھی ظہر کی نماز پہلے قضا
پڑھکر عصر کی پڑھے تو بہت انسب ہے اور اگر بعد مغرب کے
پڑھے تو بھی جائز ہے۔ (باقی آئندہ)

متفرقات

غریب فنڈ از میاں مولا بخش صاحب سوداگر چرم امرتسر عہ از شیخ فیض محمد صاحب پٹیالہ عہ ر - از حکیم حبیب الرحمان صاحب حسین پور ضلع مظفر نگر ۲ ر - از فتوائے فنڈ عہ سابقہ ۵ ار (ص عہ) از گلاب محمد طالبعلم بنارس مدرسہ سعیدیہ (سائل) عہ محمد زکریا طالبعلم دہلی مدرسہ ریاض العلوم (سائل) عہ ر مولوی حبیب اللہ مرزا آگرالیا ضلع سیالکوٹ (سائل) عہ ر محمد عثمان بانگی پور سنگی مسجد (سائل) عہ ر شاہ محمد طالبعلم بنارس مدرسہ سعیدیہ (سائل) عہ مولوی علی احمد سائیں ضلع پٹنہ (سائل) عہ محمد امین طالبعلم مدرسہ سعیدیہ بنارس (سائل) عہ ر بیگو میاں طالبعلم کلیا نپور ضلع چمپارن (سائل) ۸ ر شیخ عبدالصمد کلکتہ ہرکنالین (سائل) عہ میزان داخلہ عہ میزان کل عہ

۹ صاحب نامبردگان کو اخبار جاری کیا گیا قیمت حسب قاعدہ غریب فنڈ للو عہ - باقی عہ جمع فنڈ (اللھم زد فزد) ۱۲

جنازہ غائب نہایت ہی رنج کا اظہار ہے کہ ہمارے دوست مولوی نور محمد صاحب امرتسری کے کنبے میں طاعون نے بہت نقصان پہنچایا۔ داماد اور کئی ایک آدمی مرگئے - ۱۲ رفروری کو لڑکی بھی ایک شیرخوار بچہ چھوڑ کر فوت ہوگئی - انا للہ غفراللہ لہم (اڈیٹر)

کرم دین کی اہلیہ عرصہ تک بیمار رہکر فوت ہوگئی - انا للہ - (صدرالدین موضع گھنٹے کے ضلع گورداسپور)

میرا باپ مسمی نتھو بڑا نیک موحد تھا بیل گاڑی کے نیچے دبکر فوت ہوگیا انا للہ (احمد دین از موضع برج - ضلع امرتسر)

افسوس ہے مولوی مولا بخش صاحب نوجوان فوت ہوگئے خدا اُن کے بوڑھے والد کو صبر جمیل عطا کرے - (عبدالعلیم از پانکا ضلع مالدہ - بنگال)

ناظرین سے التماس ہے ان سب مرحوموں کیلئے جنازہ غائب پڑھیں اور دعا مغفرت کریں - اللھم اغفر لہم وارحمہم

اظہار تکلیف اور طلب دعا ہمارے دوست مولوی محمد صاحب دبکاری از موضع بڑھپورہ ڈاکخانہ امریا ضلع پیلی بھیت اپنی سابقہ راحت اور لاحقہ مصیبت کا مفصل بیان کرکے اہل حدیث برادران سے امداد اور دعا کے طالب ہیں - اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو

... مصائب و آلام سے محفوظ رکھے آمین -

اصلاح اہلحدیث ہمارے ناظرین بلکہ یوں کہئے کہ مالکان اہل حدیث ہمپر زور ڈالتے ہیں - کہ اہل حدیث کو بشکل کتاب ہندسے لگائے جائیں - یعنی سالانہ ہندسوں کا اتصال ہو نیز اس سکے ہر پرچے کے ساتھ شروع میں فہرست مضامین ہوا کرے انشاء اللہ آیندہ اسکا اہتمام کیا جائیگا مسلسل ہندسے درمیان میں ہو نگے - چونکہ رواں جلد کے ۱۵ نمبر گزر چکے ہیں جن کی مجموعہ صفحات (۲۴۰) ہیں اسلئے اس پرچہ کو نمبر ۲۴۱ سے شروع کیا گیا ہے فہرست آئندہ پرچے سے درج ہوا کریگی انشاء اللہ

سکھوں میں اشاعت اسلام پنجاب میں سکھ قوم بڑی بہادر اور قابل توجہ ہے اس قوم کی ابتدا مسلمانوں سے بہت قریب تھی مگر ہندوانہ رسم و رواج نے انکو مسلمانوں سے ہٹا کر ہندوؤں کو زیادہ قریب کردیا حالانکہ اس قوم کے سب سے بڑے گرو بابا نانک جی مسلمان بزرگوں سے بہت مانوس تھے ہم اس قصور کا اعتراف کرتے ہیں کہ علماء نے اس قوم میں اشاعت اسلام کا خیال نہ کیا تو خدا نے انہی میں سے ایک شخص سوہن سنگھ کو شیخ محمد یوسف بنا کر سکھوں میں اشاعت کا کام انکے سپرد کردیا ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا اس بہادر قوم کو عرب اور پٹھان بہادروں کیطرح اسلام جیسے بہادر مذہب سے بہرہ ور کرے - شیخ محمد یوسف صاحب گو مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں مگر ہم تو اپنے اصول کے پابند ہیں کہ مشترک کام میں ہم ایک ہیں اسلئے ہماری دعا ہے خدا شیخ صاحب موصوف کو اس مہم میں کامیاب کرے -

اہلحدیث کانفرنس

کا

سالانہ جلسہ

بمقام علیگڈھ

۱۳-۱۴-۱۵ مارچ کو ہوگا -

اس دفعہ پروگرام جلسہ میں تقسیم ہوگا کیونکہ ممکن ہے پروگرام میں بعض اوقات تغیر کرنا پڑتا ہے جو غیر موزوں ہے علیگڈھ جو ہندوستان میں علمی شہرت اور وقعت رکھتا ہے کسی سے مخفی نہیں اس لئے احباب اہلحدیث کو اس جلسے میں غیر معمولی اہمیت سے شریک ہونا چاہئے میرا پختہ خیال ہے کہ اصحاب اہلحدیث کانفرنس کو اپنی خاص طرز کی مجلس جانتے ہیں اور اُن کو ایسا ہی جاننا چاہئے اس لئے اُن کو یہ خیال ہوگا کہ ہمیں خاص دعوت نہیں آئی بلکہ وہ یہی اعلان یا اس کے سوا جس ذریعہ سے بھی اُن کو خبر ہو جائے وہ کافی سمجھینگے ہاں اپنی اپنی علاقہ کے معززین کی فہرست مہربانی کرکے بھیجدیں جنکو آپکے خیال میں خصوصی خطوط جانے چاہئیں تو یہ کام البتہ کرنے کا ہے جسکی ہمیں اپنے ناظرین سے امید ہے (ابوالوفاء)

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

مقدمہ سازش دہلی کا آخری فیصلہ پنجاب چیفکورٹ نے حسب ذیل کیا ہے ۔

امیر چند - اودھ بہاری اور بالمکند کے مقدمات میں دہلی کے سشن جج کا فیصلہ یعنی سزائے موت کو بحال رکھا - بسنت کمار بسواس کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی بجائے پھانسی کی سزا دیگئی ۔ چرنداس کو جسے سشن جج دہلی کی عدالت نے چھوڑ دیا گیا تھا چیفکورٹ نے اُس کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی - بلراج اور ہنونت سہائے کو سابقہ سزا حبس دوام کی بجائے سات سات سال بعبور دریائے شور کر دیگی ۔

دہلی میں ۱۰ر فروری کو ایک بم پھینکا گیا - لیکن خدا کا شکر ہے کہ کچھ نقصان نہیں ہوا ۔

بیگم صاحبہ بھوپال نے میدان جنگ کے مسلمان زخمی سپاہیوں کے لئے پانچ سو نسخے قرآن شریف کے بھیجے ہیں ۔ (۲۵۴)

اخبار نیر ایسٹ لندن کا نامہ نگار تبریز اپنی ۱۵ر نومبر کی چٹھی میں لکھتا ہے کہ یہاں روسیوں نے پانچہزار سپاہیوں کی جمعیت سے جرمن آسٹروی اور ترکی قونصل خانوں کا محاصرہ کر کے ترکی اور آسٹروی قونصل کو گرفتار کر لیا لیکن جرمن قونصل بھاگ کر امریکن قونصل خانہ میں پناہ گزین ہو گیا ۔

ترکی جنگی جہاز بریسلا نے مقام یالٹا (واقعہ کریمیا) پر گولہ باری کی اس کے جواب میں روسی جنگی جہازوں نے طرابزون (ترکی بندرگاہ) پر گولہ باری کی ۔

اس ہفتہ جرمن آبدوز کشتیوں نے دو انگریزی تجارتی جہازوں کو غرق کر دیا ۔

حضور وائسرائے ہند بصرہ تشریف لیگئے تھے جہاں انہوں نے شیوخ عرب سے ملاقاتیں کیں - اور بعض کو خطابات بھی دئے - بصرہ کے برطانوی سوداگروں نے ایڈریس دیا ۔

رومانیہ نے اعلان کیا ہے کہ باوجود اجتماع افواج اُس کی غیر جانبداری میں فرق نہیں آئیگا -

بلقان کی ریاستوں نے امریکہ کے کارخانجات اسلحہ کو خرید کر اسلحہ کے لئے بڑے پیمانہ پر درخواستیں بھیجی ہیں ۔

برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ قیصر جرمنی بڑی تیزی کے ساتھ ولہلم شافن (مشرقی پرشیا) کو روانہ ہو گئے ۔

جرمنی میں تمام ذخائر غلہ پر گورنمنٹ نے خود قبضہ کر لیا ہے اور لوگوں میں خوراک خود تقسیم کرتی ہے

جرمنی میں سونے کی نمائش قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے جبکہ لوگوں سے استدعا کی جائیگی کہ اخراجات جنگ پورے کرنے کے لئے اپنا طلائی زیور حوالہ کریں ۔

یونان کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تباہ کن کشتیوں نے دردانیال پر گولہ باری کی ۔

انگریزوں نے مصر میں بعض عجیب وغریب لوہے کی کشتیاں گرفتار کی ہیں جن میں بیٹھکر ترک نہر کو عبور کرنا چاہتے تھے - ان کشتیوں میں صحرا کو عبور کرنے کے لئے پانی لایا گیا تھا ۔

ایک جرمن سوشلسٹ اخبار کو گورنمنٹ جرمنی نے اس لئے بند کر دیا ہے کہ اُس نے ایک مضمون میں قیصر جرمنی پر حملہ کیا تھا ۔

ہنگری کے بہت سے نمائندوں نے وزیر اعظم آسٹریا سے درخواست کی ہے کہ صلح کرانے کی کوشش کریں -

روسی آسٹریا ہنگری میں درہ ڈکلا کی جانب حملہ کر رہے ہیں ۔ بکووینیا سے واپس ہو رہے ہیں اور درہ ازوک پر جرمنوں اور آسٹریوں کے حملوں کو روک رہے ہیں -

پولینڈ میں جرمنوں کے حملے ناکام رہے ہیں اور وہ روسیوں کی صف کو نہیں توڑ سکے -

مشرقی پرشیا میں روسیوں کو پسپا ہونا پڑا تاکہ وہ روسی حدود میں پہنچکر از سر نو روسی سپاہ کو مرتب کریں ۔

روسی پوزمسلی (آسٹریا) کے قلعہ کا محاصرہ کر رہے ہیں - اور جرمن اس کی کمک کے لئے فوجیں بھیج رہے ہیں -

جرمنی نے سواحل برطانیہ کی ناکہ بندی کا اعلان کیا ہے - اس پر غیر جانبدار ممالک میں نامہ و پیام ہو رہے ہیں -

سلطنت انگریزی نے ۳۲ ہزار بحری افسر اور سپاہی بھرتی کئے ہیں جس سے انگریزی بحری سپاہ کی تعداد ۲½ لاکھ تک پہنچ گئی ہے ۔

بلجیم کے تمام گرجوں میں پوپ روم کے حکم سے امن قائم ہونے کے لئے دعا مانگی گئی -

مسٹر ایسکوئتھ (وزیر اعظم انگلستان) نے اعلان کیا ہے کہ چار فروری تک انگریزی فوج کا کل نقصان ایک لاکھ چار ہزار کا ہوا ہے -

مغربی میدان جنگ واقع فرانس و بلجیم میں متحدہ افواج مستقل مگر بہت دھیمی رفتار سے پیشقدمی کر رہی ہیں -

اخبار مانچسٹر گارڈین میں پیٹروگراڈ دار السلطنت روس کا ۱۰ر جنوری کا ایک تار شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ طفلس (دار الخلافہ صوبہ کوہ قاف) سے جو خبریں آئی ہیں اُن کے بموجب ساری کمیش اور اردہان میں ترکوں نے سات ہزار روسی سپاہی گرفتار کئے ہیں -

قسطنطنیہ میں حسب ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا تھا ۔

ترکی افواج نے سرائے کمش پر خونریز جنگ کے بعد فیصلہ کن فتح حاصل کی ہے ۔

۲۵ر دسمبر سے ۴ر جنوری تک ترکوں نے ۸ ہزار قیدی - ۸ توپیں - ۳۰ تیز کار توپیں اور بہت سا سامان جنگ و آلات حرب گرفتار کئے ہیں ۔ (مانچسٹر گارڈین ۵ر جنوری)

مومیائی ۲۳/۵۲

یہ مومیائی خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل ودق۔ دمہ کھانسی۔ ریزش اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے۔ جریان یا کسی اور وجہ سے جن کی کمر میں درد ہو۔ ان کے لئے اکسیر ہے۔ دو یا چار دن میں درد موقوف ہو جاتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ دماغ کو طاقت بخشنا اس کا معمولی کرشمہ ہے۔ لہذا جماع استعمال کرنے سے پہلی طاقت بحال رہتی ہے۔ چوٹ کے درد کو موقوف کرتی ہے۔ مرد عورت۔ بوڑھے بچے۔ جوان کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال کیجا سکتی ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوگی۔

قیمت

فی چھٹانک ۱۲/ آدھ پاؤ ۶ روپے پاؤ پختہ ۱۲ روپے مع محصول ڈاک وغیرہ غیر ممالک سے محصول علاوہ

تازہ شہادات

جناب مولوی حکیم احمد حسن صاحب بنارس سے لکھتے ہیں۔ ایک چھٹانک مومیائی بنام و پتہ ذیل بہت جلد روانہ فرمادیں۔ واقعی آپکی مومیائی از حد مفید ہے۔ (۵ جنوری ۱۵ء)

جناب عبدالحق صاحب اکبرپور ضلع گیا سے رقمطراز ہیں:۔ میں نے دو چھٹانک مومیائی آپ سے منگایا تھا۔ اور ایک چھٹانک تو زیادہ کے تھانہ پر اپنے دوست کے نام سے منگایا تھا۔ دونوں آدمی بہت فائدہ حاصل کیا۔ اب دو چھٹانک ہمارے دوست جناب فائق حسین صاحب کانسٹبل تھانہ.... کے نام سے روانہ فرمائیں (۱۷ جنوری ۱۵ء)

ملنے کا پتہ

پروپرائٹر دی میڈیسن ایجنسی کٹڑہ قلعہ امرتسر

نہایت مفید اور کارآمد کتابیں ۳۷/۵۲

حمائل شریف معرا ۱۳/ } نہایت خوشخط۔ عمدہ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی نفیس لفظ لفظ علیحدہ۔ شروع میں قرآن مجید کے جملہ مضامین کی فہرست بحروف تہجی دی گئی ہے۔ اخیر میں سورتوں۔ سیپاروں۔ رکوعات و آیات کے اعداد و شمار درج ہیں۔ تقطیع اوسط۔ سفر و حضر دونوں میں کارآمد ہے۔ بوڑھوں۔ بچوں۔ عورتوں کے لئے نہایت مفید۔ مع محصول ۱۲

سفری جیبی مترجم حمائل شریف } یہ حمائل شریف کارڈ کے برابر ہے۔ نہایت خوشخط صحیح ترجمہ۔ کاغذ۔ چھپائی عمدہ۔ ملک میں عام طور پر پسند کی گئی ہے۔ مع محصول ۸/

لیکچرار } واعظوں۔ مقرروں۔ ایڈیٹروں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ تقریر یا وعظ میں رکاوٹ کیوں ہوتی ہے جب سپیکر کو کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ ان کے مفصل بیان کرنے کے بعد تقریر میں روانی پیدا کرنے اور تقریر کو مقبول عام بنانے کے ذرائع واضح طور پر بتائے گئے ہیں ۱۲/

کریم اللغات جدیدہ ۔ ابتدائی جماعتوں کے طلباء کے لئے خصوصاً اور اردو دان اصحاب کے لئے عموماً نہایت کارآمد ہے طرز جدید۔ علاوہ محصول ۶/

دنیائے اسلام اور عیسائیت } اسلام نے کس طرح ہزار سال تک سیاسیات اور علوم و فنون میں دنیا کی رہنمائی کی ہے۔ اور وہ چند صدیوں سے کن وجوہ سے کیسے خوب مصائب میں مبتلا ہے۔ ان کا ذکر اور علاج ۶/

سلطنت برطانیہ اور اسکا مستقبل } ایک جاپانی پروفیسر مورخ نے اس عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جسمیں سلطنت برطانیہ کے موجودہ حالات پر نظر کرتے ہوئے آنے والے پر آشوب زمانے کا تبصرہ کیا ہے۔ ۴/

علم طب کا نچوڑ } طب اور ڈاکٹری کے بہت سے چیدہ اور چوٹی کے مسائل اور مجربات درج کئے گئے ہیں۔ قابل دید و قابل قدر رسالہ ۶/

علاج النسوان ۔ عورتوں کی تمام مخصوص بیماریوں کی کیفیت اسباب و علامات۔ اور علاج درج ہے۔ ہر گھر میں ہونی چاہئے ۶/

ترکی کی مسلمان عورتیں } ترکی عثمانیہ کی ہر قوم مسلمان عیسائی اور یہودی وغیرہ مستورات کے رسم و رواج اور تا جدید حالات اصلی قیمت ۸/ رعایتی قیمت صرف ۱۲/

فاطمہ علیہ خانم } زمانہ حال کی سب سے بڑی عالمہ فاضلہ ترکی خاتون کی زندگی کے دلچسپ و سبق آموز حالات رعایتی قیمت ۱۰/

بشارت فاطمہ ۔ ایک دلچسپ کتاب جس میں ایک عیسائی لیڈی کے مشرف باسلام ہونے کی تفصیلی کیفیت درج ہے ۴/

خیر کثیر در اثبات وجود رب قدیر } ہستی باری تعالے کے متعلق جدید ناز اعتراضات کا دندان شکن جواب ۳/

اسلام اور علمائے فرنگ } اسلام کی عظمت و صداقت پر یورپین علماء و فاضلوں کی آراء کا مجموعہ ۳/

ملنے کا پتہ منشی مولا بخش کشتہ امرتسر ڈھاب کھٹیکاں

مسئلہ حالی ۔ شمس العلماء مولانا حالی مرحوم کی مسدس ۸/ ۔ داستان غدر ۔ ۔ ۔ ۱۰/ ۔ ۔ ۔

تیرھویں صدی ہجری کے مجدد ۱۲/

یعنی حضرت مولٰنا سید احمد صاحب بریلوی کے حالات و مکتوبات مرتبہ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو اتباع سنت حضرت سرور کائنات میں مخصوص تھے لیکن جن کو باکمل نصیب نہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمی زیارت نصیب ہوئی۔ جنکو غیب سے خون غرت ملا کرتے تھے جن کی سواری کے جانور عوام غائبانہ کھاتے تھے۔ جب وہ نواب امیر علی خاں والی ٹونک کی فوج میں بطور سپاہی کام کرتے تھے۔ تو انگریزی سپہ سالار فوج آپ کے ہمراہ دشمن کے دستہ میں آگیا۔ اور جنگ سے تائب ہو گیا جن کے دشمن آپکو قتل کرنے آتے تو آپ کے دست بیعت ہو جاتے جن کو خدام کو ہمیشہ غیب سے خرچ ملتا جن کی دعا سے شیعہ عالم رو بار میں خود حضرت سرور کائنات سے نصیحت پاکر رافضی سنی ہوا جن کی دعا سے دو رانیں ہوشیار اور کسبیاں تائب ہو کر نیکو کار ہو گئیں۔ جو حج کو گئے تو راستہ میں انگریزوں نے آپکو دعوت دی۔ جن کی مخالفت سے بڑے بڑے ہوشیار مجنون ہو گئے۔ جن کے ہاتھ پر ایک ارسطو دیکھ سچا خواب دیکھکر مسلمان ہوا غرض اس بزرگ کے حالات و کرامات سمیت کے لئے تین سو صفحہ کی کتاب قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف دو روپے (عام) ملنے کا پتہ منیجر صوفی پنڈی بہاؤ الدین گجرات

اشتہار عام ۳/۱۰

ہماری دکان میں لونگی وچکہ سوتی۔ ریشمی و زری دار ہر ایک قسم کا عمدہ عمدہ تیار ہوتا ہے جن صاحبان کو پہننے کا واسطے لونگی یا چکہ درکار ہو۔ وہ ہماری دکان سے منگوا کر مشکور فرماویں

اور دوکانداران کے واسطے خاص رعایت کی جاوے گی۔ المشتہر

غلام محمد خاں حسن محمد خاں لونگی فروشان ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور

شفاخانہ یونانی گوجرانوالہ کے مجربات ۳/۴

حبوب دافع جریان و کثرت احتلام

ان حبوب کے استعمال سے لاعلاج کثرت احتلام دور ہو جاتا ہے ضعف دماغ اور حرارت کو دفع کرنے کے علاوہ منی کو گاڑھا کرنے اور بڑھانے میں ان سے بہتر کوئی دوا نہیں عہ طلاء۔ اس کے استعمال سے جو امراض جو جوانی کی بے اعتدالیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تمام اندر دور ہو جاتے ہیں اور عضو مخصوص اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اس کے استعمال سے فربہی درازی اور قوت مردمی حسب دلخواہ پیدا ہوتی ہے ۴/

حبوب لوا سیر ہر دو قسم۔ بادی۔ آبی خونی ہر قسم کی بواسیر کے لئے اکسیر ہیں۔ ۱/

سرمہ منقی چشم۔ اس سرمہ کے استعمال سے دھند۔ جالا غبار۔ پانی بہنا وغیرہ دور ہونے کے علاوہ عینک لگانے کی عادت دور ہو جاتی ہے فی تولہ عہ

دوائی چار مغز ہر قسم۔ اس دوائی کے استعمال سے ہر قسم کی خارش دور ہو جاتی ہے۔ اس میں خاص صفت یہ ہے۔ کہ خارش ... ہو صرف ... دور ہو جاتی ہے۔ قیمت فی ...

ملنے کا پتہ منیجر شفاخانہ یونانی گوجرانوالہ

دفتر اہلحدیث کی کتابیں

الفاروق۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری مؤلفہ علامہ شبلی ۴/

سیرت البخاری۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ۱۲/

الفوز العظیم۔ قرآن کریم کی قسموں کی حکمت کا بدیع رسالہ ۳/

علم الفقہ۔ فقہ کی مروجہ کتابوں اور علم پر عالمانہ بحث ۲/

ثمرات تناسخ۔ تناسخ کے نتائج قابل دید رسالہ ۳/

نماز اور تعلیم اسلامی نماز کے احکام اور دیگر مذاہب کی عبادتوں سے مقابلہ۔ اسلامی عبادت کی فضیلت ۲/

مولود شریف کے سچے واقعات

کو سب مسلمان سننا چاہتے ہیں مگر افسوس جن کتابیں میں سچے واقعات معمولی اور نہیں دیکھتے۔ اخبار اہلحدیث امرتسر کا نبی نمبر صحیح واقعات کا ذخیرہ اور مجموعہ ہے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور پاک زندگی کے حالات معلوم کر سکیں۔ قیمت مع محصول ۱۴ر فی نسخہ آنہ ۱/ کل ۱۴ر عہ کے بچے نسخے۔

اہلحدیث کا مذہب۔ فرقہ اہلحدیث یعنی موحدین کے مسلمہ مسائل کا بیان ۳/

السلام علیکم۔ اسلامی سلام کے احکام ۱/

سر کوب بدعت۔ بدعات کا رد ۱/

اہل ملاپ۔ اتفاق کا سبق دینے والا رسالہ ۳/

اسلام کی تاریخ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات مع ہاں کے بچوں کیلئے مفید ۱/

اسلام اور برٹش لاء یعنی سیاست محمدیہ اور آئین انگریزیہ کا مقابلہ دکھا کر بدلائل ثابت کیا ہے۔ کہ اسلامی قانون ہی موجب فلاح اور آسائش ہے ۱۲/

ہدایت الزوجین یعنی نکاح و طلاق کے مسائل اور بیوی خاوند کے حقوق کا بیان ۱/

کلمہ طیبہ۔ اس رسالہ میں کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی تفصیل اور تشریح بڑے لطیف پیرایہ میں کی گئی ہے ۱/

شریعت و طریقت۔ ہر دو کا بیان ۱/

ملنے کا پتہ

منیجر اہلحدیث امرتسر

دی چشمہ پرنٹنگ ورکس لاہور میں ٹھاکر مان گوپال سنگھ پرنٹر نے چھاپا اور مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسر سے شائع کیا

(۲۵۶)

ahmadimuslim.de